مقالاتِ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمن

ایم اے، ایم او ایل، پی ایچ ڈی

ایم اے عربی، اردو، فارسی، اسلامیات

ناشر: مسجد الفرقان ملیر کینٹ بازار، کراچی

مقالاتِ سیرت النبی ﷺ

ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن
ایم اے ، ایم او ایل ، پی ایچ ڈی
ایم اے عربی ، اردو ، فارسی ، اسلامیات

مسجد الفرقان ملیر کینٹ کراچی

مقالاتِ سیرت النبی ﷺ

نام کتاب	:	مقالاتِ سیرت النبی ﷺ
مصنف	:	بریگیڈیئر ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن (ر)
ناشر	:	مسجد الفرقان ملیر کینٹ کراچی
تعداد	:	۱۱۰۰

www.foyuz.blogspot.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	سیرت النبی ﷺ	۱
۲	آنحضرت ﷺ کے چند عسکری خطبات	۱۳
۳	محمد رسول اللہ ﷺ	۲۲
۴	رسول پاک ﷺ کا حق	۴۹
۵	فضائل درود شریف کی حکمت اور اہمیت	۵۲
۶	آنحضرت ﷺ اور ہمارے فرائض	۵۹

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سیرت النبی ﷺ

ہمارے رسول پاک ﷺ حضرت عبداللہ کے فرزند تھے۔ حسب ونسب کے لحاظ سے انتہائی بلند تھے۔ آپ کی والدہ کا نام حضرت آمنہ اور رضاعی ماں کا نام حلیمہ سعدیہ ہے۔

آپ ﷺ میں عبدیت اللہ کی بندگی والی صفت اس لئے کوٹ کوٹ کر بھری تھی کہ حضرت عبداللہ کے فرزند تھے۔ آپ انتہائی امن والے اس لئے تھے کہ حضرت آمنہ کے امن والے پیٹ میں رہے اور ان کے فرزند تھے۔ آپ ﷺ میں حلم و بردباری اس لئے زیادہ تھی کہ حلیمہ سعدیہ کی حلم والی گود میں آپ ﷺ نے پرورش پائی تھی۔

آپ ﷺ ۹ یا ۱۲ ربیع الاول کو بروز پیر صبح صادق کے وقت مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کے والد آپ ﷺ کی پیدائش سے چند ماہ پہلے اپنے ایک تجارتی سفر سے واپسی پر مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے تھے اس لئے آپ ﷺ یتیم پیدا ہوئے۔ دادا عبدالمطلب نے آپ ﷺ کی ولادت پر بڑی خوشی منائی اور قریش کی دعوت کی۔ اسی اثناء میں قریشیوں نے آپ کے دادا سے آپ کے نام کی بابت پوچھا کہ کیا نام رکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ’’محمد‘‘ انہوں نے اس نام رکھنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا اس لئے تا کہ آسمان و زمین میں ان کی تعریف کی جاتی رہے۔ آپ کا یہ نام قرآن پاک میں چار مرتبہ آیا ہے۔ آپ کی والدہ حضرت آمنہ نے آپ کا نام احمد رکھا اس کا تذکرہ قرآن پاک کی سورۃ الصّف پارہ ۲۸ میں ایک ہی جگہ آیا ہے۔

www.foyuz.blogspot.com

"محمد" کے معنی ایسی ذات کے ہیں جن کی ہمیشہ تعریف ہوتی رہے اور "احمد" کے معنی اللہ تعالیٰ کی بے حد حمد کرنے والے کے ہیں چونکہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بے حد تعریف کی اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو محمد ﷺ بنا دیا۔ آپ ﷺ کی تربیت والدہ، دادا اور چچا ابوطالب نے کی۔ آپ نے تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔ آپ ﷺ انتہائی پسندیدہ عادات و اخلاق کے مالک تھے۔ قریش نے اسی بناء پر آپ ﷺ کو "الصادق" اور "الامین" انتہائی سچے اور امانت دار کے خطاب دیئے تھے۔

۲۵ سال کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ ﷺ کی شادی ہوئی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر اس وقت چالیس سال تھی اور وہ اس سے پہلے دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں۔

۴۰ سال کی عمر میں غارِ حرا میں آپ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہوا اور پھر یہ سلسلہ کوئی ۲۳ سال تک جاری رہا۔ آپ ﷺ پر اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید نازل ہوئی۔ اسی قرآن نے بتایا کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

۵۰ سال کی عمر تک آپ کا قیام مکہ میں رہا۔ اس عرصہ میں آپ پر ایمان لانے والوں نے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں مگر ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی۔ کسی شاعر نے شاید انہیں حضرات کے لئے کہا تھا کہ:

چوٹ پہ چوٹ کھا کے جی زخم پہ زخم کھا کے پی
اف نہ کر لبوں کو سی عشق ہے دل لگی نہیں

پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے یثرب کی طرف ہجرت کی۔ یثرب آپ ﷺ کی تشریف آوری سے "مدینۃ النبی ﷺ" کہلایا اور اب اسے "المدینۃ المنورۃ" کہا جاتا

ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری دس سال یہیں گزارے۔ انصار نے نصرت کا صحیح حق ادا کر کے اللہ کی رضا حاصل کر لی۔ اس دوران میں مشرکین مکہ اور یہودیوں نے اسلام کی طاقت کو ختم کرنا چاہا مگر اسلام کے نور کو کون ختم کر سکتا ہے؟ اس طرح ۲۸ غزوات کی آپ ﷺ نے قیادت کی اور دیگر جو مہمیں جن میں آپ نے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قائد بنا کر بھیجا ان کی تعداد کوئی ۶۰ کے قریب ہے۔ جن غزوات میں لڑنے کی نوبت آئی ان کی کل تعداد ۹ ہے۔ آپ کی قیادت میں مسلمانوں کو کبھی شکست کا سامنا کرنا نہیں پڑا۔ غزوۂ احد میں آپ کے صاف حکم کے علی الرغم عمل کرنے پر مسلمانوں کا زیادہ نقصان ضرور ہوا مگر اسے بھی کسی صورت شکست نہیں کہہ سکتے۔ اسی غزوہ میں زخمی صحابہ کو لے کر آپ ﷺ نے قریشی لشکر کا حمراء الاسد تک تعاقب کیا اور قریشی لشکر جان بچا کر مکہ پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ آپ ﷺ کے اس عمل سے غزوہ احد میں بھی برتری آپ ﷺ کے حصے میں آئی۔

آپ ﷺ بہترین اور بے مثال قائد تھے۔ آپ ﷺ کی گوناگوں صلاحیتوں، خوبیوں اور کمالات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ آپ ﷺ سربراہ مملکت بھی تھے مگر ایسے کہ بادشاہی میں فقیری کی۔ آپ ﷺ بے حد سخی، فیاض اور انتہائی بہادر تھے۔ صحابہؓ آپ کی محبت میں مرتے تھے۔ آپ بھی ان سے بہت پیار کیا کرتے تھے۔ آپ نے عورتوں کو ان کا جائز مقام دیا۔ نیک عورت کو دنیا کا بہترین سامان قرار دیا۔ مظلوموں اور غلاموں کا پایہ بلند کیا۔ ہر طبقہ انسانی کو اٹھایا۔ ان کی تعلیم و تربیت کر کے انہیں فخرِ انسانیت بنا دیا۔ آج آپ ﷺ کے صحابہ اور اہلِ بیت کو ہم حسین گلدستہ میں سجا کر انسانیت کو پیش کر سکتے ہیں۔

www.foyuz.blogspot.com

آپ ﷺ نے اپنی تمام صلاحیتوں کو صحیح انسان بنانے کے عمل میں صرف کرڈالا اور اپنا سب کچھ ان پر نثار کردیا۔

۱۲ ربیع الاول، ۱۱ ہجری کو ۶۳ سال کی عمر میں آپ ﷺ کا وصال ہوا اور حجرہ عائشہؓ جہاں آپ ﷺ کا وصال ہوا وہی آپ کا روضہ مبارک بنا جہاں ہر حاجی اور زائر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی سعادت حاصل کرتا ہے:

روضہ پاک کی جالیوں کے قریب ہی یہ دو تڑپا دینے والے شعر لکھے ہوئے ہیں:

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِی التُّرْبِ اَعْظُمُهٗ　　فَطَابَ مِنْ طِیْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ
نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُهٗ　　فِیْهِ الْعَفَافُ وَفِیْهِ الْجُوْدُ وَ الْکَرَمُ

ترجمہ: اے وہ سب سے اچھی ذات کہ جس کا جسدِ مبارک مٹی میں دفن کیا گیا تو اسکی خوشبو سے میدان اور ٹیلے مہک اٹھے۔ میری جان اس قبر پر فدا ہو جس میں آپ رہتے ہیں۔ اس میں عفت ہی عفت، سخاوت ہی سخاوت اور کرم ہی کرم ہے۔

تو ہے مجموعۂ خوبی وسراپائے جمال
کونسی تیری ادا دل کی طلبگار نہیں

اللہ تعالیٰ کے بے حد درود وسلام ہوں آپ ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل اولاد اور صحابہ کرام پر اور امت کو ہمیشہ آپ کی سچی غلامی کی توفیق ملتی رہے۔ آمین

''سیرت'' لغت میں عادت اور خصلت کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں وہ علم ہے جس میں حضور ﷺ کی تاریخی زندگی سے بحث کی جائے اور علم سیرت کی غرض یہ ہے کہ دنیا کو بتایا جا سکے کہ پیغمبرِ اسلام ﷺ کا عالمی اصلاح میں کیا مقام ہے اور یہ کہ امت مسلمہ میں آپ کے

اسوۂ حسنہ کو سیکھ کر اسلامی فداکاری کا جذبہ پیدا ہو۔ قرآن پاک میں حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ کو ''اسوہ حسنہ'' کا نام دیا گیا ہے۔

خلق عظیم، حیات طیبہ، اسوۂ حسنہ اور سیرت ایک ہی چیز ہے۔ آپ کی سیرت نیکیوں، اچھائیوں اور بھلائیوں کا ایسا سرچشمہ ہے جس سے ایک عالم فیضیاب ہو رہا ہے اور آج انسان کے سرمایہ میں جتنی بھی خوبیاں اور سعادتیں ہیں وہ سب آپ ہی کے فیوض وبرکات ہیں۔

اسدؔ فیوضِ درِ مصطفیٰ ﷺ کا کیا کہنا　　بشر کو جو بھی سعادت ملی یہیں سے ملی
نمونہ سب کے لئے ہے حضور کی سیرت　　کہ جو نظیر بھی ڈھونڈی گئی یہیں سے ملی

سیرت کا دامن اس قدر وسیع ہے کہ اگر عمر بھر اس کے کسی ایک پہلو کو بیان کیا جائے تو ناممکن ہے کہ اس کا حق ادا کیا جاسکے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ''حضور ﷺ کی سیرت قرآن ہے''۔ **کان خلقه القرآن**

الحمد سے والناس تک یہ سب حضور ﷺ کی سیرت ہے۔ سیرت کے لئے قرآن پاک کا مطالعہ ضروری ہے۔ قرآن پاک ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کے عجائبات واسرار کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ اسی طرح سیرت کے عجائبات واسرار بھی کبھی ختم ہونے کے نہیں۔ پس قرآن پاک کے کسی حصہ کو سامنے لانے کا مطلب سیرت طیبہ کو پیشِ نظر لانا ہے۔ قرآن الفاظ وعبارت ہے اور آپ کی سیرت اس کی عملی تفسیر۔ مطلب یہ کہ قرآن کا کہا ہوا آپ ﷺ کا کیا ہوا ہے اور آپ کا کیا ہوا قرآن کا کہا ہوا ہے۔

آپ کی سیرت کوئی شخصی سیرت نہیں بلکہ بین الاقوامی سیرت ہے۔ ارتقائے زمانہ کتنا ہی ہو جائے، تمدن کے گوشے کتنے بھی پھیل جائیں، سیرتِ نبوی ﷺ اور اس کے

www.foyuz.blogspot.com

گوشے ہمیشہ نمایاں ہوتے رہیں گے۔اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ o   بے شک آپ خلقِ عظیم پر استوار ہیں۔

انسان کی عملی سیرت کا نام اخلاق ہے۔قرآن حکیم نے رسول کریم ﷺ کے بارے میں اس بات کی کھلی شہادت دی ہے کہ وہ عمل کے لحاظ سے بھی بدرجہا بلند انسان تھے۔ارشاد ربانی ہے:وَاِنَّ لَکَ لَاَجراً غَیۡرَ مَمۡنُوۡنٍo وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍo(القلم:٣-٤)

(اے محمد ﷺ) بیشک آپ کا اجر ختم ہونے والا نہیں اور بے شک آپ بڑے (درجہ کے) اخلاق پر ہیں۔

علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ''یہ دونوں فقرے ترکیبِ کلام کے لحاظ سے دعویٰ اور دلیل ہیں۔دوسرے ٹکڑے میں آپ کے عمل اور اخلاق کو دلیل میں پیش کیا گیا ہے یعنی آپ کے اعمال اور اخلاق خود اس کی دلیل ہیں کہ اجر کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا۔

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ''آپ ﷺ کی زبان قرآن ہے اور آپ کے اعمال واخلاق قرآن کی خاموش تفسیر،قرآن جس نیکی،جس خوبی اور بھلائی کی طرف دعوت دیتا ہے وہ آپ ﷺ میں فطرتاً موجود اور جس بدی سے روکتا ہے آپ طبعاً اس سے بیزار ہیں''۔قرآن پاک گواہی دیتا ہے:

فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنۡتَ لَهُمۡ وَلَوۡ كُنۡتَ فَظًّا غَلِیۡظَ الۡقَلۡبِ لَانۡفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِكَ

پس اللہ کی عنایت سے تم ان کے لئیے نرم ہوا اور اگر تم کہیں کج خلق اور سخت دل ہوتے تو البتہ یہ لوگ تمہارے اردگرد سے چھٹ جاتے۔(آلِ عمران:١٥٩)

یہ آنحضرت ﷺ کی نرم دلی کا متواتر بیان ہے جو دعویٰ اور دلیل کے ساتھ خود صحیفہ الٰہی

میں موجود ہے کہ اگر آپ نرم دل اور رحیم نہ ہوتے تو یہ وحشی، نڈر، بے خوف اور درشت مزاج عرب کبھی آپ کے گرد جمع نہ ہوتے۔دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

لَقَدۡ جَآئَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡكُمۡ
بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌo(توبة: ١٢٨)

بیشک تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک عظیم الشان رسول آئے ہیں۔تمہاری تکلیف ان پر گراں ہے،تمہاری بھلائی کے بھوکے ہیں مومنوں کے لئے انتہائی مہربان اور رحم کرنے والے ہیں۔

اس آیت میں اس بات کی شہادت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تمام بنی نوع انسان کے خیر خواہ تھے اور مومنوں پر خصوصیت کے ساتھ مہربان اور شفیق تھے۔یہ آپ کے عملی اخلاق کے متعلق شہادتیں ہیں کہ ایک علمی قرآن ہے اور دوسرا عملی قرآن۔

ہر زمانے میں ہدایت کے دو ہی ذریعے رہے ہیں اور آج بھی یہی دو ذریعے ہیں، قرآن اور سیرت النبی ﷺ، اور کائنات میں سب سے بڑی صرف یہی دو نعمتیں ہیں قرآن اور سیرت۔یہ دونوں آپس میں لازم وملزوم ہیں۔قرآن کو سیرت اور سیرت کو قرآن سے الگ کر کے ہدایت حاصل نہیں ہوسکتی۔قرآن کو سیرت سے اور سیرت کو قرآن سے سمجھنا چاہیئے۔جس نے ان دونوں کو ایک دوسرے سے سمجھا اس نے اسلام کو سمجھا ورنہ وہ ہدایت سے محروم رہا۔یہاں اس سمندر کے چند قطرے پیش کیے جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے بارے میں ارشاد فرمائے ہیں:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا.وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ
وَسِرَاجًا مُّنِیۡرًاo   (الاحزاب:٤٥/٤٦)

www.foyuz.blogspot.com

اے نبی (ﷺ) ! بیشک ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہوں گے اور آپ بشارت دینے والے اور ڈرانے والے ہیں اور اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں۔

إِنَّآ أَرۡسَلۡنَاکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا o لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ
وَتُعَزِّرُوۡهُ وَتُوَقِّرُوۡهُ ط (الفتح : ٨.٩)

بیشک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور انجام سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تا کہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس (رسول) کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو۔

یٰسٓ o وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَكِيۡمِ o إِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ o
عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ o (یس : ۱.۴)

یٰس، قسم ہے حکمت والے قرآن کی بیشک آپ (ﷺ) رسولوں میں سے ہیں، سیدھے راستے پر ہیں۔

قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيۡنٌ o (المائدہ : ۱۵)

تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (روشن چیز) آیا ہے اور واضح کتاب

فَالَّذِيۡنَ آمَنُوۡا بِهٖ وَعَزَّرُوۡهُ وَنَصَرُوۡهُ وَاتَّبَعُوا النُّوۡرَ الَّذِيۡٓ أُنۡزِلَ مَعَهٗٓ
أُولٰئِکَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ o (الاعراف : ۱۵۷)

سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت اور مدد کرتے ہیں اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو انکے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے ہی لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔

وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِكۡرَکَ o (الم نشرح: ۴)

اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آوازہ بلند کیا۔

قُلۡ إِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِيۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: ۳۱)

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔

وَإِنۡ تُطِيۡعُوۡهُ تَهۡتَدُوۡا (النور: ۵۴)

اور اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو ہدایت پا جاؤ گے۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوۡکَ فِيۡمَا شَجَرَ بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ لَا يَجِدُوۡا
فِيۡٓ أَنۡفُسِهِمۡ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَيُسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًاo (النساء : ۶۵)

پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کرائیں۔ پھر آپ کے تصفیہ سے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور پورا پورا تسلیم کریں۔

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ إِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ أَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡ
عَلَيۡهِمۡ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتَابَ وَالۡحِكۡمَةَ وَإِنۡ كَانُوۡا
مِنۡ قَبۡلُ لَفِيۡ ضَلَالٍ مُّبِيۡنٍo (آل عمران : ۱۶۴)

حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جب کہ ان میں انہی کی جنس سے ایک رسول کو بھیجا کہ وہ ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں اور ان کو کتاب اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور بالیقین یہ لوگ اس سے پہلے صاف گمراہی میں پڑے تھے۔

www.foyuz.blogspot.com

وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْکَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ط
وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْکَ عَظِيْمًاo (النساء : ۱۱۳)

اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت کی باتیں نازل کیں اور آپ کو وہ وہ باتیں بتائیں جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ کَانَ يَرْجُو اللّٰهَ
وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰهَ کَثِيْرًاo(الاحزاب : ۲۱)

بیشک تم لوگوں کے لئے جو اللہ سے اور روزِ آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکرِ الٰہی کرتا ہو رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلآئِکَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًاo(الاحزاب : ۵۶)

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر رحمت بھیجتے ہیں، اے مومنو! تم بھی ان پر درود وسلام بھیجتے رہا کرو۔

قُلْ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْکُمْ جَمِيْعَا ۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْکُ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ج لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ فَآمِنُوْا بِاللّٰهِ
وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَکَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّکُمْ
تَهْتَدُوْنَo (الاعراف: ۱۵۸)

آپ کہہ دیجئے اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف جس کی حکومت ہے آسمان وزمین میں، کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا، وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی امی پر جو کہ یقین رکھتے ہیں اللہ پر اور اس کے سب کلاموں

پر اور اس کی پیروی کرو تا کہ تم راہ پاؤ۔

وَمَآ أَرْسَلْنٰکَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَo (الانبياء : ۱۰۷)

اور ہم نے تو آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔

ترجمۂ آیات سے آنحضرت ﷺ کی صفات وکمالات کا نقشہ سامنے آ گیا ہوگا جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کو دعوت الی اللہ کا آفتابِ عالم تاب بنایا ہے تا کہ امت ان پر ایمان لائے۔ ان کی تعظیم کرے اور ان کی امداد کرے۔ بلاشبہ آپ ﷺ سراسر صراطِ مستقیم پر ہیں۔ تاریخِ عالم اس کی شہادت دیتی ہے کہ آپ خلقِ عظیم سے آراستہ ہیں جو ان پر ایمان لائیں اور انکی توقیر ونصرت کریں اور جو آسمانی وحی کا نور الٰہی ان کے ساتھ ہے اس کا بھی اتباع کریں آخرت کی فلاح انہی کے لئے ہے ان کی اتباع سے اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کی سعادتِ عظمیٰ ملتی ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے امیدوار ہیں وہ انہی کو اپنا مقتدا اور پیشوا بنائیں گے جو لوگ اپنے جھگڑوں میں بھی ان کے فیصلے کو دل وجان سے تسلیم نہ کریں خدا کی قسم کبھی مومن نہیں ہو سکتے۔

اللہ تعالیٰ کا امتِ محمدیہ ﷺ پر بڑا احسان ہے جن میں ایسی ہستی کو بھیجا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آسمانی وحی ان کو پڑھ کر سنائیں ہر قسم کے شرک وکفر، معصیتوں اور جاہلیت کی رسموں سے ان کا تزکیہ کریں ان کو کتاب وسنت کی تعلیم دیں اللہ تعالیٰ نے ان پر بڑا فضل فرمایا کہ کتاب وحکمت کے وہ تمام علوم ان کو سکھائے جو وہ جانتے نہ تھے۔

اسی آسمانی وحی ربانی میں تمام امت کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے جناب رسول اللہ ﷺ پر رحمت ودرود بھیجتے ہیں اس لئے تمہیں حکم ہے کہ تم بھی ان پر درود بھیجو۔

پھر یہ بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ اس بات کا اعلان کر دیں کہ میں تم سب کی طرف اللہ

www.foyuz.blogspot.com

کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں پس اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ انکی پیروی کرو تا کہ ہدایت پاؤ۔ اسی طرح سورۃ الانبیاء کی آیت میں آپ کو جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے جانے کا اعلان ہے۔ قرآنِ پاک میں رسول کریم ﷺ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے:

وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ج (النساء: ۸۰)

جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا

اسی طرح بیعتِ رضوان کے موقع پر آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو اللہ کی بیعت قرار دیا گیا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ط یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ج (الفتح: ۱۰)

تحقیق جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے، اللہ کا ہاتھ ہے اوپر ان کے ہاتھ کے۔

پانچوں وقت کی اذان میں آپ کی رفعت و بلندیٔ مقام کا اعلان ہوتا ہے۔ کلمۂ اسلام، کلمۂ شہادت، اقامت اور نماز کی تشہد میں آپ کی رسالت کی گواہی دی جاتی ہے اور اللہ کے نام کے ساتھ آپ کا نام آتا ہے۔ ہر نماز میں جو اللہ تعالیٰ کی مخصوص عبادت ہے آپ ﷺ پر درود و سلام کا مخصوص انداز سے حکم ہے۔ کوئی نماز آپ ﷺ کے ذکرِ خیر اور درود و سلام سے خالی نہیں بلکہ اسی پر نماز کا اختتام ہوتا ہے۔ اسی لئے تمام امت اور آسمانی کتابوں کا بھی یہی فیصلہ ہے: ؎ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ　　وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّءً ا مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ　　کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

آپ جیسا حسین کبھی میری آنکھ نے دیکھا نہیں اور آپ جیسا خوبصورت کبھی کسی عورت نے جنا نہیں۔ آپ ہر عیب سے پاک اور جیسے آپ چاہتے تھے پیدا کئے گئے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے چند عسکری خطبات

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف غزوات سے پہلے جو تاریخی خطبات ارشاد فرمائے وہ اپنی جامعیت، اختصار اور اثر انگیزی کے لحاظ سے معجزات سے کم نہیں۔ ذیل میں ہم ان کے چند خطبات کا اردو ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

غزوۂ بدر: غزوۂ بدر حق و باطل کا پہلا معرکہ تھا جو سن ۲ ہجری میں میدانِ بدر میں پیش آیا۔ مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی اور کفار کی ایک ہزار، یہ بے سر سامانی کے عالم میں اور وہ ہر طرح کے ساز و سامان سے پوری طرح لیس تھے۔ رسول پاک ﷺ نے اس موقع پر اپنے صحابہ کو جو خطبہ دیا اس سے آج بھی ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا ”میں تمہیں ان باتوں پر تیار کرتا ہوں جن پر اللہ تعالیٰ نے تمہیں تیار کیا ہے اور ان باتوں سے منع کرتا ہوں جن سے اس نے منع کیا ہے۔ اللہ بڑی شان والا ہے۔ سچ کا حکم دیتا ہے اور سچ کو پسند کرتا ہے۔ نیکی کرنے والوں کو اپنے رب کا اعلیٰ مقام عطا کرتا ہے۔ اسی کا ذکر اور اسی سے حصولِ فضل ہے (دیکھو!) تم سچائی کی چٹان پر کھڑے ہو۔ کوئی عمل مقبول نہیں ہو سکتا جب تک محض اس کی رضا کیلئے نہ کیا گیا ہو۔ لڑائی کے موقعوں پر صبر سے کام لینا ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ غم و الم سے

www.foyuz.blogspot.com

نجات بخشتا ہے اور اسی سے تم آخرت میں نجات پاؤ گے۔تم میں اللہ کا نبی (ﷺ) موجود ہے اور تمہیں (انجام سے) ڈرا رہا ہے۔(دیکھو!) آج تم کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھنا کہ جس سے اللہ کا غضب بھڑک اٹھے کیونکہ اس کا فرمان ہے کہ اس کا غضب اور غصہ تمہاری جانوں پر تمہارے اپنے غضب سے زیادہ خطرناک ہے۔(دیکھو!) اس ذات کا خیال رکھو جس نے تمہیں اپنی کتاب میں احکام دیئے اور اپنی نشانیاں دکھائیں اور تمہیں ذلیل سے عزیز بنایا۔ اسی کتاب (قرآن مجید) کو مضبوط تھامے رہو تا کہ تمہارا اللہ تم سے خوش ہو۔اس موقع پر اللہ کے سامنے معاملات پیش کرو جن سے وہ اپنی بخشش اور رحمت کے وعدے پورے کرے۔ اس کے وعدے سچے اور اس کی باتیں سچی ہیں اور اس کا عذاب بہت سخت ہے، میں اور تم (ہم سب) اللہ کیلئے ہیں، اسی پر ہمارا بھروسہ ہے اور اسی کی مدد، اسی پر توکل اور اسی کی طرف لوٹنا ہے اللہ مجھے اور تمام مسلمانوں کو معاف کرے''۔

(پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کی) اے اللہ! اگر تو نے (مسلمانوں کو) آج ہلاک کر دیا تو آج کے بعد تیری عبادت نہ ہوگی۔پھر فرمایا قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے کہ جو شخص آج کفار سے لڑا اور ثواب کی نیت سے کفار سے مقابلہ کرتے ہوئے صبر سے جما رہا اور منہ نہ موڑا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔کوئی آدمی اللہ کا فضل بجز اس کی اطاعت کے حاصل نہیں کر سکتا۔تمہارے لئے حلال و حرام ظاہر ہو چکا ہے۔ہاں کچھ چیزیں مشتبہ ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے مگر جنہیں اللہ ان سے بچائے رکھے۔پس جو ان مشتبہات سے بچ گیا اس نے اپنا دین و ایمان بچا لیا اور جو شخص اس میں مبتلا ہو گیا وہ اس امیر کی طرح ہے جو جلتی آگ کے کنارے کھڑا ہے اور

گرنے کے قریب ہے۔ہر حاکم کی کچھ نہ کچھ محرمات (حرام کردہ چیزیں) ہیں اور اللہ کی محرمات اس کی منع کی ہوئی چیزیں ہیں۔ایک مومن دوسرے مومن کیلئے جسم کے سر کی طرح ہے جب سر کو تکلیف ہو تو سارا بدن اس تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

غزوۂ اُحد: غزوۂ اُحد اسلام اور کفر کا دوسرا بڑا معرکہ تھا۔کفار اس مرتبہ پہلے کی نسبت زیادہ تیاری کے ساتھ مقابلہ کیلئے آئے تھے۔مسلمان اس مرتبہ بھی تعداد اور اسلحہ میں کم تھے اور مقابلہ بہت سخت تھا اس لئے آنحضرت ﷺ نے صف آرائی کے بعد اپنے ساتھیوں کو ان الفاظ میں خطبہ دیا:

''لوگو! تمہیں وہی وصیت کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنی اطاعت اور حرام چیزوں سے بچنے کیلئے کی ہے۔آج تم اجر اور ذکر کے مقام پر کھڑے ہو۔جو شخص ذکر (قرآن پاک) پر مضبوطی سے قائم رہا پھر اپنے آپ کو صبر، یقین، جدو جہد پر کھلے دل سے آمادہ کر لے وہ کامیاب ہے۔دشمن سے جہاد کرنا بہت مشکل کام ہے کم لوگ اس پر صبر کرتے ہیں۔ہاں یہ اس کے لئے مشکل نہیں جو ہدایت کا عزم رکھتا ہو۔اللہ تعالیٰ انہی کے ساتھ ہے جو اس کی اطاعت کرتے ہیں اور شیطان اس کے ساتھ ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے۔جہاد کے کام کو صبر سے شروع کرو اور اس کے ساتھ اپنے اللہ سے اس کے وعدہ کے پورا ہونے کی التجا کرو اور میرے حکموں پر چلو کیونکہ میں تمہاری کامیابی کا بہت خواہشمند ہوں۔

(یاد رکھو!) اختلاف، جھگڑا اور فساد یہ تینوں چیزیں کمزوری پر دلالت کرتی ہیں اور یہ اللہ کو پسند نہیں اور ایسے لوگوں کو اس کی نصرت اور مدد نہیں پہنچتی۔اے لوگو! مجھے بتایا گیا

www.foyuz.blogspot.com

ہے کہ جو حرام سے محض اللہ کی خاطر رک گیا ہو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے اور جو نیک عمل خواہ کافر یا مسلمان کرے اس کا اجر دنیا یا آخرت میں ضرور ملتا ہے جو اللہ اور قیامت پر یقین رکھتا ہے اس پر جمعہ کے دن جمعہ کی نماز فرض ہے، ہاں نابالغ لڑکا یا عورت یا مریض یا غلام جو دوسرے کا مملوک ہے اس سے مستثنیٰ ہیں جو نماز کا دھیان نہیں رکھتا اللہ اس سے بے پروا ہو جاتا ہے۔ اللہ بے پروا اور سب تعریفوں کا مالک ہے۔ (دیکھو!) میں نے وہ تمام کام جو تمہیں اللہ کا مقرب بنائیں اور جو تمہیں آگ کی طرف لے جائیں سب کھول کھول کر بتا دیئے ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی گئی ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اس کا رزق پورا نہ ہو جائے اور وہ رزق کم نہیں ہوتا خواہ وہ اس تک پہنچنے میں دیر ہی کیوں نہ کرے۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور حلال کمائی سے رزق تلاش کرو۔ رزق تمہیں اس بات پر مجبور نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اسے حاصل کرو"۔

مہم موتہ کی روانگی پر خطاب: آنحضرت ﷺ نے سن ۷ ہجری میں تمام سربراہانِ حکومت کے نام تبلیغی خطوط ارسال فرمائے۔ اسی سلسلہ میں ایک خط حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بصریٰ کے حاکم شرحبیل بن عمرو غسانی کے نام بھیجا۔ حارث جب موتہ کے مقام پر پہنچے تو شرحبیل نے انہیں شہید کر دیا۔ جب آپ ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو اسے بہت محسوس کیا اور فوری طور پر اسلامی لشکر مقرر کر کے ثنیۃ الوداع تک آپ ﷺ الوداع کہنے تشریف لے گئے۔ وہاں آپ ﷺ نے اس خطبہ کے ساتھ لشکر کو روانہ کیا۔ فرمایا "اللہ کا نام لیکر اپنے اور اللہ کے دشمنوں سے شام کے میدان میں جہاد کرو وہاں تمہیں خانقاہوں میں گوشہ نشین راہب ملیں گے۔ دیکھو! انہیں نہ چھیڑنا اور کچھ ایسے بھی ملیں گے

جن کے سروں میں شیطنت کوٹ کوٹ کر بھری ہوگی، انہیں کاٹ کے رکھ دینا۔ اور دیکھو! عورت، شیر خوار بچہ اور بوڑھے کو قتل نہ کرنا، کھجور اور نہ کسی دوسرے درخت کو کاٹنا اور نہ کسی عمارت کو تباہ کرنا"۔ (طبری)

فتح مکہ: سن ۸ ہجری میں آپ ﷺ اس مکہ میں (جہاں سے آپ ﷺ کو نکالا گیا تھا) فاتحانہ طور پر داخل ہوئے۔ کعبۃ اللہ کے دروازے پر پہنچتے ہی لوگوں سے یوں خطاب فرماتے ہیں "حق آیا اور باطل مٹ گیا اور باطل کو مٹنا ہی تھا۔ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ تنہا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا بندہ کی مدد کی اور تمام لشکروں کو تنہا تہس نہس کر دیا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جاہلیت کے زمانہ کی فخر کی باتیں اور خون بہا وغیرہ کو میں نے اپنے پاؤں کے نیچے مسل دیا ہے۔ صرف کعبہ کی تولیت (دیکھ بھال) اور حاجیوں کی آب رسانی کا کام برابر باقی اور جاری رہے گا۔ اے قومِ قریش! اللہ تعالیٰ نے زمانۂ جاہلیت کے تکبر اور خاندانی غرور کو ختم کر دیا ہے۔ سب لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ تم میں اللہ کے ہاں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو"۔

اللہ تعالیٰ نے جس دن سے آسمان و زمین بنائے ہیں اس شہر کو محترم قرار دیا ہے اور قیامت تک یونہی اس کا احترام رہے گا مجھ سے پہلے کسی کو اس میں لڑائی کی اجازت نہیں دی گئی اور مجھے بھی بس تھوڑی دیر کے لئے اجازت ملی تھی۔ پس یہ شہر بحرمتِ خدا قیامت

www.foyuz.blogspot.com

تک محترم ومکرم رہے گا نہ اس کے کانٹوں کو توڑا جا سکتا ہے نہ اس کا شکار ہنکایا جا سکتا ہے، نہ ہی اس میں کس کی پڑی ہوئی چیز اٹھائی جائے گی۔ ہاں اگر مالک کی تلاش کیلئے اٹھائی جائے تو جائز ہے اور حد تو یہ ہے کہ حرم کی گھاس تک نہیں کاٹی جا سکتی۔ (بخاری شریف)

خطاب جعرانہ: سن ۸ ہجری میں غزوۂ حنین پیش آیا، اس موقع پر جو مالِ غنیمت ہاتھ آیا وہ جعرانہ کے مقام پر اکٹھا کیا گیا اور آپ ﷺ نے اس میں مکہ کے نومسلموں کو مزید مائل کرنے کی غرض سے انعامات دیئے۔ اس پر انصار کے بعض جوانوں کو یہ بات اچھی نہیں لگی۔ جب آپ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے کھڑے ہوکر یہ خطبہ دیا:

اے انصار! کیا یہ حقیقت نہیں کہ تم پہلے گمراہ تھے پھر میری وجہ سے ہدایت پائی، تم منتشر تھے میری وجہ سے ایک ہوئے۔ تم مفلس تھے اللہ نے میری وجہ سے تمہیں غنی بنا دیا؟ ہاں ہاں تم بھی بخدا یہ کہہ سکتے ہو اور یہ کہنا تمہارا سچ ہوگا کہ اے محمد (ﷺ)! تم ہمارے پاس اس وقت آئے جب ساری دنیا تمہاری تکذیب کر رہی تھی۔ اس وقت ہم ہی تھے جنہوں نے تمہاری تصدیق کی، سب نے تمہیں چھوڑ دیا تھا لیکن ہم نے مدد کی، دوسروں نے تمہیں نکال دیا تھا ہم نے تمہیں پناہ دی تم غریب تھے ہم نے تمہاری مدد کی لیکن اے انصار! کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر گھر جائیں اور تم پیغمبر کو لیکر اپنے گھر جاؤ؟ خدا کی قسم! تم جس چیز کو لے کر واپس جاؤ گے وہ اس سے بہتر ہے جس کو دوسرے لوگ لے کر جا رہے ہیں"۔ (بخاری، ج ۲، ص ۱۱۲)

آنحضرت ﷺ جب لشکر اسلام کو کسی مہم پر بھیجتے تو امیر لشکر کو تقویٰ اور حسنِ سلوک کی تاکید فرماتے، پھر تمام فوج کو خطاب فرماتے اور اسلامی اصولِ جنگ کی تلقین کرتے تھے۔

ذیل میں اسی نوعیت کا ایک خطبہ درج کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ کا نام لے کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑو اور کافروں سے گھمسان کی جنگ لڑو، لڑو مگر دھوکا نہ دینا، حد سے نہ بڑھنا، اعضاء کو جدا نہ کرنا اور بچوں کو قتل نہ کرنا اور جب تمہاری مشرکوں سے مدبھیڑ ہو تو ان کے سامنے تین باتیں رکھنا اگر وہ ان میں سے ایک بھی مان جائیں تو پھر ان سے جنگ نہ کرنا۔ پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو اگر وہ قبول کر لیں تو ان سے ہاتھ روک لو اور ان سے کہو کہ وہ اپنا شہر چھوڑ کر مہاجرین کے شہر چلے جائیں اور ان کو بتا دینا کہ وہ ہجرت کریں گے تو ان کے ساتھ مہاجرین جیسا سلوک کیا جائے گا اور اگر وہ اس پر تیار نہ ہوں تو ان کو بتا دو کہ وہ بدوی مسلمانوں کی طرح سمجھے جائیں گے اور جس طرح مسلمانوں پر اللہ کے احکام جاری ہوں گے اسی طرح ان پر بھی ہوں گے لیکن مالِ غنیمت میں وہ اسی وقت حصہ بٹا سکیں گے جب وہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شرکت کریں۔

اگر وہ اسلام لانے سے انکار کر دیں تو ان سے جزیہ طلب کرو، اگر وہ جزیہ دینے پر تیار ہوں تو ان سے ہاتھ روک لو ورنہ اللہ پر توکل کر کے ان پر حملہ کر دو اور اگر کسی قلعہ کا تم محاصرہ کر لو اور وہ لوگ اللہ یا اس کے رسول (ﷺ) کی ذمہ داری پر پناہ مانگیں تو اس بات پر تم ان کو ہرگز امان نہ دینا بلکہ اپنے باپ دادا اور دوستوں کی ذمہ داری پر پناہ دینا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ عہد شکنی ہو جائے تو آباؤ اجداد اور دوستوں کی عہد شکنی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کا ذمہ توڑ دینے سے سہل ہے اور اسی طرح اگر تم کسی قلعہ کو محصور کر لو اور وہاں کے لوگ "حکمِ الٰہی" کی شرط پر صلح کرنا چاہیں تو راضی نہ ہو بلکہ اپنی شرط پر انہیں امان دینا کیونکہ معلوم نہیں، تم ان کے متعلق خدائی فیصلہ معلوم بھی کر سکو گے یا نہیں"۔

www.foyuz.blogspot.com

(ابن ماجہ، باب وصیۃ الامام)

خطبۂ تبوک: ذیل میں ہم آپ ﷺ کے اس خطبہ کا ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جو آپ ﷺ نے رجب سن ۹ ہجری میں تبوک کے مقام پر ارشاد فرمایا تھا۔ یہ مبارک خطبہ آپ ﷺ کے خطبات میں سے خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اسے پڑھ کر اپنا ایمان تازہ کیجئے:

''بلاشبہ سب سے زیادہ سچی بات اللہ کی کتاب قرآن ہے اور سب سے مضبوط حلقۂ زنجیر تقویٰ کا ایک لفظ ہے اور بہتر ملت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے اور بہترین سنت محمد (ﷺ) کی سنت ہے اور سب سے اشرف بات اللہ کا ذکر ہے اور سب سے اچھا قصہ یہ قرآن ہے اور سب سے اچھا کام وہ ہے جو پوری توجہ کے ساتھ صحیح طور پر کیا جائے اور سب سے برا کام وہ ہے جو اصل کام پر نیا اضافہ (بدعت) ہو اور سب سے اچھی راہ (راہِ زندگی) انبیاء کی راہ ہے اور سب سے زیادہ عزت والی موت شہیدوں کی موت ہے اور سیدھی راہ پا لینے کے بعد گمراہی سب سے بڑی بے صبری ہے اور سب سے اچھا عمل وہ ہے جو نفع پہنچائے اور سب سے اچھا طریقہ وہ ہے جس کی اتباع کی جائے اور سب سے بری نابینائی دل کی نابینائی ہے اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ جو (مال) کم ہو اور ضرورت کیلئے کافی ہو جائے وہ اس سے بہتر ہے جو بہت ہو اور غافل کر دے۔ انتہائی بُری معذرت (توبہ) اس وقت کی ہے جب موت سامنے آجائے اور سب سے بری ندامت وہ ہے جو قیامت کے دن ہوگی اور کچھ لوگ وہ ہیں جو جمعہ میں نہیں آتے مگر بڑی دیر سے اور کچھ وہ لوگ ہیں جو اللہ کو نہیں یاد کرتے مگر کبھی کبھی اور بہت بڑے گناہوں میں سے ہے

جھوٹ بولنے والی زبان اور بہترین امیری دل کی امیری ہے اور بہترین زادِ سفر تقویٰ ہے اور دانائی کا سب سے اونچا درجہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا ہے اور بہترین چیز جو دلوں میں جاگزیں ہو (وہ) یقین ہے اور شک وشبہ کفر کی ایک قسم ہے اور نوحہ کرنا دورِ جاہلیت کے اعمال میں سے ایک عمل ہے اور غلول (ہیرا پھیری، دھوکہ دہی) جہنم کی تپش میں سے ہے اور نشہ جہنم کی آگ سے داغ ہے اور شعر ابلیس کی طرف سے ہے اور شراب سارے ہی گناہوں کا مجموعہ ہے اور بہت ہی برا کھانا ہے یتیم کا مال کھانا، اور خوش نصیب وہ ہے جو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرے اور بد بخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ ہی میں بد بخت ہو گیا ہو، اور تم میں سے ہر شخص بالآخر چار ہاتھ زمین ہی تک پہنچتا ہے اور معاملہ آخرت کے سپرد ہو جاتا ہے اور عمل کی حقیقت اس کے آخری حصے ہوتے ہیں، اور بہت ہی برا خواب ہے جھوٹا خواب اور جو کچھ آنے والا ہے وہ قریب ہے۔ کسی صاحبِ ایمان کو گالی دینا فسق (گناہ) ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے اور اس کا گوشت کھانا (غیبت کرنا) اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں سے ہے اور اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کے برابر ہے اور جو اللہ کی جھوٹی قسم کھاتا ہے اللہ اس کو جھٹلا دیتا ہے اور جو بخش دیتا ہے (معاف کر دیتا ہے) اللہ اسے بخش دے گا اور جو معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے گا اور جو غصہ پی جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اجر دے گا اور جو حق تلفی پر صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے معاوضہ دے گا اور جو شہرت کے پیچھے پڑ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بدنام کر دیتا ہے اور جو بمقابلہ نقصان ثابت قدم رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دگنا عطا کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اللہ اس کو عذاب میں ڈالے گا۔ اس کے

www.foyuz.blogspot.com

بعد حضور ﷺ نے تین بار ''استغفر اللہ'' کہا اور خطبہ ختم کر دیا۔ ۱؎

(امام ابن قیم، زاد المعاد، ج ۳، غزوۂ تبوک)

۱؎ ماہنامہ انوار القرآن: کراچی: ربیع الاول ۱۴۲۸ھ: ص ۱۷۔۲۳

محمد رسول اللہ ﷺ

ولادت: آپ ﷺ ۹ یا ۱۲ ربیع الاول بروز پیر، ۲۰، اپریل ۵۷۱ء کو اپنے دادا عبدالمطلب کے گھر مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کے والد عبداللہ، آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے جوانی کی عمر میں انتقال کر گئے۔ آپ ﷺ کی والدہ سیدہ آمنہ بنت وہب تھیں، آپ ﷺ کو حلیمہ سعدیہ نے بنوسعد کے دیہات میں دودھ پلایا۔ ۵۷۵ء میں جب آپ ﷺ کی عمر چھ سال تھی، آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ آپ ﷺ کو اپنے اعزہ سے ملانے یثرب (مدینہ منورہ) لے گئیں، وہاں ایک ماہ کے قریب قیام رہا، پھر مکہ مکرمہ کیلئے روانہ ہوئیں، راستہ میں ابوا کے مقام پر انتقال کر گئیں، اپنی لونڈی ام ایمن کے ساتھ آپ ﷺ اپنے دادا عبدالمطلب کے پاس پہنچے دادا آپ ﷺ سے بہت پیار کرتے تھے مگر ۵۷۸ء میں جبکہ آپ ﷺ کی عمر ۸ سال تھی دادا جی بھی اللہ کو پیارے ہو گئے مگر انتقال سے پہلے اپنے بیٹے ابوطالب کو آپ ﷺ کا خاص خیال رکھنے اور تربیت کرنے کی وصیت کرتے گئے۔ ابوطالب نے آپ ﷺ کو اپنی کفالت میں لے لیا اور اپنی اولاد کی طرح رکھا۔ آپ ﷺ اپنے چچا کے ساتھ ایک تجارتی قافلہ میں شامل ہو گئے، بصریٰ جو کہ شام کے شہروں میں سے ایک شہر تھا وہاں بھی گئے، وہاں آپ ﷺ کو ایک پادری ''بحیرا'' نے دیکھا اور آپ ﷺ میں نبوت کی نشانیاں دیکھیں اور

آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کو آپ ﷺ کی حفاظت کی تاکید کی۔

۵۸۵ء میں جبکہ آپ ﷺ پندرہ سال کے تھے، آپ ﷺ نے حرب الفجار میں اپنے چچاؤں کے ساتھ حصہ لیا، اسی طرح آپ حلف الفضول میں بھی شریک رہے، بچپن میں آپ ﷺ نے بکریاں بھی چرائیں۔

۵۹۵ء میں ۲۵ سال کی عمر میں سیدہ خدیجہ کے مال سے تجارت کا آغاز کیا جس میں خاطر خواہ نفع ہوا، وہ آپ ﷺ کے اخلاق وصفات سے اتنی متأثر ہوئیں کہ آپ ﷺ سے نکاح کیا، اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا چالیس سال کی تھیں اور اس سے قبل دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں۔

۶۰۵ء میں ۳۵ سال کی عمر میں قریش نے حجرِ اسود کو اپنی جگہ پر نصب کرنے میں آپ ﷺ کو اپنا حکم تسلیم کیا۔ ۶۱۱ء میں جب عمر مبارک چالیس سال کے قریب ہوئی تو آپ ﷺ غارِ حرا میں کثرت سے جاتے اور وہاں عبادت کرتے، وہیں چالیس سال کی عمر میں آپ ﷺ کے پاس جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور اپنی پہلی وحی ''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ'' ساتھ لائے۔

آپ ﷺ غارِ حرا سے قدرے خائف اور پریشان گھر آئے اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو واقعہ سنایا، انہوں نے آپ ﷺ کو تسلی دی اور کہا کہ ''اللہ آپ کو ہرگز ضائع نہ کرے گا، آپ یتیموں، مسکینوں اور حاجت مندوں کا خیال رکھتے ہیں۔

۶۱۴ء میں ۴۴ سال کی عمر میں دوبارہ فترت وحی کے بعد جبریل امین آئے اور اس بار آپ ﷺ کو اعلانیہ تبلیغ کا حکم دیا، اللہ کی عبادت اور بتوں کی پوجا چھوڑنے کیلئے کہنے کو

www.foyuz.blogspot.com

کہا، قریش نے اس پر جھٹلایا اور دشمن بن گئے۔ آپ ﷺ کی دعوت پر چند لوگ ہی مسلمان ہوئے، انہیں بھی قریش نے بہت ستایا اور طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں دیں۔

۶۱۵ء میں آپ ﷺ نے جبکہ آپ ﷺ کی عمر ۴۵ سال تھی اپنے ماننے والوں کو ہجرت حبشہ کی اجازت دی۔ قریش نے بنی ہاشم جو آپ ﷺ کا قبیلہ تھا کا محاصرہ کیا اور اس دوران آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے صحابہ کو اور بنو ہاشم کے دوسرے افراد کو شعبِ مکہ میں بند رکھا گیا، اسی دوران آپ ﷺ کے چچا اور مددگار ابوطالب کا انتقال ہوا اور اسی سال آپ ﷺ کی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ۶۵ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

۶۲۱ء میں جبکہ عمر مبارک ۵۱ سال تھی، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو معراج کا شرف بخشا اور حج کے موقع پر یثرب کی ایک جماعت آپ ﷺ کے ہاتھ پہ مسلمان ہوئی اور عقبہ میں دو مرتبہ بیعت کے دوران اسلام کو پھیلانے کے سلسلہ میں آپ ﷺ کی حمایت اور مدد کا عہد کیا۔ جب قریش کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ کو قتل کرنے کا عزم کر لیا۔ آپ ﷺ نے اپنے ساتھی اور دوست ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ یثرب (مدینہ) کی طرف ہجرت کی ۶۲۲ء میں جبکہ عمر مبارک ۵۳ سال کی تھی آپ ﷺ یثرب پہنچے، آپ ﷺ کا نہایت گرم جوشی سے استقبال کیا گیا یہیں سے تاریخ ہجری کا آغاز ہوتا ہے اور اسلام میں پہلی مسجد ''مسجد قباء'' کی تعمیر ہوئی پھر مدینہ منورہ کی مسجد نبوی کی، یہاں قدرے سکون کی زندگی کا آغاز ہوا اور جزیرۂ عرب میں دینی دعوت کی نشر و اشاعت ہونے لگی۔

۶۲۴ء/۲ھ جبکہ عمر مبارک ۵۵ سال تھی کفار اور مسلمانوں کے درمیان پہلا معرکہ غزوۂ بدر کے نام سے ہوا۔ اس میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے شاندار فتح دی جبکہ مسلمانوں کی

تعداد بھی بہت کم تھی اور ان کے پاس اسلحہ بھی کم تھا۔ اس غزوہ میں کافروں کے ستر نامی گرامی آدمی مارے گئے اور اتنے ہی گرفتار ہوئے۔ صرف ۱۴ مسلمان شہید ہوئے، آٹھ انصاری اور چھ مہاجر۔ اس غزوہ سے کافروں پر مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی۔ قرآن مجید نے اسے ''یوم الفرقان'' فیصلہ کن دن کہا ہے۔

۶۲۵ء/۳ھ جبکہ عمر مبارک ۵۶ سال کی تھی معرکہ احد کی نوبت آئی، اس میں پہلے مسلمانوں کو فتح ہوئی، جب گھاٹی پہ متعین ۵۰ مجاہدوں نے فتح ہو جانے کی وجہ سے اپنی جگہ چھوڑ دی تو اس جگہ کو خالی پا کر خالد بن ولید نے حملہ کر دیا، جس سے مسلمانوں کو کافی نقصان ہوا، حالانکہ گھاٹی پر متعین حضرات کو آپ ﷺ کا حکم یہ تھا کہ کسی صورت یہ جگہ چھوڑی نہ جائے، یہ نقصان محض آنحضرت ﷺ کے ایک ارشاد پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہوا۔ اس غزوہ میں آپ ﷺ کا دانت بھی شہید ہوا، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے، مگر ہم اس غزوہ کو مسلمانوں کی کھلی شکست بھی نہیں کہہ سکتے کہ زخموں سے چور مسلمانوں کو آپ ﷺ نے دوبارہ حملہ کرنے اور دشمن کا تعاقب کرنے کیلئے فرمایا تو سب حاضر تھے اور انہوں نے دور تک کافروں کا تعاقب کیا، اس سے مسلمانوں کے کسی قدر غلبے اور برتری کا واضح ثبوت ملتا ہے۔

۶۲۹ء/۷ھ جبکہ عمر مبارک ساٹھ سال کی تھی آپ ﷺ نے عمرہ ادا کیا، اسی دوران حبشہ سے مہاجروں کی واپسی ہوئی، نیز بادشاہوں کو اسلام قبول کرنے کیلئے خطوط بھیجے گئے اور غزوۂ موتہ شام کیلئے تیاریاں کی جانے لگیں۔

۶۳۰ء/۸ھ جبکہ آپ ﷺ عمر کے اکسٹھویں سال میں تھے مکہ فتح ہوا، آپ ﷺ

www.foyuz.blogspot.com

اپنے صحابہ کرام کے ساتھ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے، بتوں کو توڑ دیا، جانی دشمنوں کو معاف کر دیا، آپ کے اس عمدہ سلوک سے اہل مکہ اسلام لائے، آنحضرت ﷺ نے ماریہ قبطیہ کے ساتھ نکاح کیا جو حاکم مصر نے بھیجی تھیں۔

۶۳۲ء/۱۰ھ ۶۳ سال کی عمر میں آپ ﷺ نے آخری حج کیا اور اسی موقع پر ایک شاندار اور جامع خطبہ ارشاد فرمایا جس میں دینی تعلیمات کا نچوڑ تھا، وہاں سے واپس مدینہ آئے، آپ ﷺ کو بخار ہو گیا اور پھر مرض بڑھتا گیا جس سے ۱۲ ربیع الاول بروز پیر ۱۱ھ بوقت سہ پہر ۶۳ سال کی عمر میں آپ ﷺ کا وصال ہوا۔ مدینہ کی گلیوں میں آہ و بکا کے نالے بلند ہوئے، مسلمانوں پر دنیا اندھیر ہو گئی مگر اس کے باوجود انہوں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

تجہیز و تکفین: آپ ﷺ کے جسم اطہر کو غسل دے کر تین کپڑوں میں کفنایا گیا جب تجہیز و تکفین مکمل ہو چکی تو آنحضرت ﷺ کے جسد مبارک کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے ہی میں تخت پر رکھ دیا گیا۔

نبی کریم ﷺ کیلئے ایک ہی مرتبہ نماز جنازہ جماعت کے ساتھ ادا نہیں کی گئی بلکہ مسلمان جیسے جیسے خبر سن کر آتے گئے، باری باری منفرد نمازِ جنازہ پڑھتے رہے، پہلے مردوں نے، پھر عورتوں نے اور پھر بچوں نے جنازہ پڑھا، پھر جس مقام پر آپ ﷺ نے رحلت فرمائی تھی وہیں لحد کھودی گئی اور بدھ کی نصف شب کو آپ کی تدفین ہوئی۔

حضرت فضل بن عباسؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے غسل دیا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ یہی حضرات تدفین میں بھی شامل تھے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے مزار پر پانی چھڑکا، آپ ﷺ کی قبر کو سطحِ زمین سے ایک بالشت اونچا رکھا گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جس حجرہ میں آپ ﷺ کا وصال ہوا تھا وہیں آپ ﷺ کو دفن کیا گیا اور اس لئے یہ حجرہ آج کے دن تک روضۂ نبوی ﷺ کے نام سے موسوم ہے۔

روضۂ مبارک کی جالیوں کے قریب ہی یہ دو تڑپا دینے والے شعر لکھے ہیں:

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِی التُّرْبِ اَعْظُمُهٗ   فَطَابَ مِنْ طِیْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ
نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُهٗ   فِیْهِ الْعَفَافُ وَفِیْهِ الْجُوْدُ وَ الْکَرَمُ

ترجمہ: اے وہ سب سے اچھی ذات کہ جس کا جسد مبارک مٹی میں دفن کیا گیا تو اس کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے مہک اٹھے۔ میری جان اس قبر پر فدا ہو جس میں آپ رہتے ہیں، اس میں عفت ہی عفت، سخاوت ہی سخاوت اور کرم ہی کرم ہے۔

رسول ﷺ کے اخلاق و عادات

کسی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور انور ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟ انہوں نے کہا:

''کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے؟ جو کچھ قرآن میں ہے وہ حضور ﷺ کے اخلاق تھے''

غرض آپ ﷺ کی ساری زندگی قرآن پاک کی عملی تفسیر تھی اور یہ بھی آپ ﷺ کا ایک معجزہ ہے۔ خود قرآن مجید نے اس کی شہادت دی اور کہا:

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍo

www.foyuz.blogspot.com

اور بے شک اے محمد! آپ حسن اخلاق کے بڑے مرتبہ پر ہیں۔

آپ ﷺ نہایت خاکسار، ملنسار، مہربان اور رحم دل تھے۔ چھوٹے بڑے سب سے محبت کرتے، نہایت سخی، فیاض اور داد و دہش والے تھے۔ اپنے مہمانوں کی خدمت آپ کرتے، گھر میں رہتے تو گھر کے کام کاج اپنے ہاتھوں سے کرتے، اپنے پھٹے کپڑے خود سی لیتے، اپنے پھٹے جوتے کو خود گانٹھ لیتے، بکریوں کا دودھ اپنے ہاتھوں سے دوہتے، مجمع میں بیٹھتے تو سب کے برابر ہو کر بیٹھتے، مسجد نبوی کی تعمیر اور خندق کھودنے میں سب مزدوروں کے ساتھ مل کر آپ ﷺ نے بھی کام کئے، یتیموں سے محبت رکھتے، غریبوں کی مدد فرماتے، مظلوموں کی فریاد سنتے، مقروضوں کا قرض ادا کرتے، غلاموں پر شفقت فرماتے، کمزوروں پر رحم کھاتے، بیماروں کو تسلی دیتے، بیکسوں کا سہارا بنتے، گنہگاروں کو معاف کر دیتے، دشمنوں کے حق میں دعائے مغفرت فرماتے، ہمسایوں کی خبر گیری کرتے، ان کے ہاں تحفے بھیجتے اور ان کے گھر جا کر ان کے کام کر آتے۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا، ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی، غلاموں کا مولیٰ
خطا کار سے درگزر کرنے والا

بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا
قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور ایک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
مسِ خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس ایک آن میں اس کی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا (مسدس حالی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دس برس آپ ﷺ کی خدمت میں گزارے مگر آپ ﷺ نے کبھی ڈانٹا نہ مارا، نہ یہ پوچھا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا اور یہ کیوں نہ کیا۔ آپ ﷺ نہایت بہادر اور شجاع تھے، احد کے میدان میں جب ہر طرف سے آپ پر پتھروں، تیروں اور تلواروں کی بارش ہو رہی تھی، آپ اپنی جگہ پر کھڑے تھے اور جاں نثار داہنے بائیں کٹ کٹ کر گر رہے تھے، آپ کا سرِ مبارک زخمی اور دندانِ مبارک شہید ہوئے اور یہ فرماتے تھے:

''خداوندا! انہیں معاف کر کہ یہ نہیں جانتے''

www.foyuz.blogspot.com

اسی طرح جب حنین کی لڑائی میں اکثر مسلمان غازیوں کے پاؤں اٹھ چکے تھے، حضور ﷺ پہاڑ کی طرح اپنی جگہ پر کھڑے تھے۔ صحابہ کہتے ہیں لڑائی کے اکثر معرکوں میں آپ ﷺ وہاں ہوتے تھے، جہاں بڑے بڑے بہادر کھڑا ہونا اپنی شجاعت کا آخری کارنامہ سمجھتے تھے، سالہا سال کی ناکامی کی تکلیفوں کے بعد بھی کبھی مایوسی نے آپ ﷺ کے ہاں راہ نہ پائی اور آخر وہ دن آیا کہ آپ ﷺ اکیلے سارے عرب پر چھا گئے۔

مکہ کی تکلیفوں سے گھبرا کر ایک صحابی نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہم لوگوں کیلئے دعا کیوں نہیں فرماتے، یہ سن کر آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ:

”تم سے پہلے جو لوگ گزرے ان کو آروں سے چیرا گیا، ان کے بدن پر لوہے کی کنگھیاں چلائی گئیں، جس سے گوشت پوست سب کٹ کٹ جاتا لیکن یہ تکلیفیں بھی ان کو حق سے پھیر نہ سکیں، خدا کی قسم دین اسلام اپنے کمال درجے تک پہنچ کر رہے گا، یہاں تک کہ صنعاء (یمن) سے حضر موت تک ایک سوار اس طرح بے خطر چلا جائے گا کہ اس کو خدا کے سوا کسی اور کا ڈر نہ ہوگا“۔

آپ ﷺ کا عزم اور استقلال یاد ہوگا کہ جب آپ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کو یہ جواب دیا تھا کہ چچا جان! اگر قریش میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ دیں تب بھی حق کے اعلان سے باز نہ رہوں گا۔

آپ ﷺ نہایت زاہد تھے۔ شاہی میں فقیری کی، فرمایا کرتے کہ آدم کے بیٹے کیلئے سر چھپانے کو ایک کپڑا اور پیٹ بھرنے کو روکھی سوکھی روٹی اور پانی کافی ہے اور اسی پر آپ کا عمل تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کا کپڑا کبھی تہہ کر کے نہیں رکھا

جاتا تھا یعنی ایک ہی جوڑا کپڑا ہوتا تھا دوسرا نہ تھا جو تہہ کر کے رکھا جاتا۔

آنحضرت ﷺ کے گھروں میں اکثر فاقہ رہتا تھا اور کئی کئی دنوں تک رات کو کھانا نہیں ملتا تھا، دو دو مہینوں تک لگاتار گھروں میں چولہا جلنے کی نوبت نہیں آتی تھی، چند کھجوروں پر گزارا ہوتا تھا، کبھی کوئی پڑوسی بکری کا دودھ بھیج دیتا تو وہی پی لیتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے (مدینہ) کے زمانے میں، کبھی دو وقت سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بھوکا آپ کی خدمت میں آیا، آپ ﷺ نے ازواج مطہرات میں سے کسی کے ہاں کہلا بھیجا، جواب آیا کہ گھر میں پانی کے سوا کچھ نہیں، آپ ﷺ نے دوسرے گھر میں آدمی بھیجا وہاں سے بھی یہی جواب آیا غرض آٹھ نو گھروں میں سے کہیں پانی کے سوا کھانے کی کوئی چیز نہیں نکلی۔

دراصل بات یہ تھی کہ اہلِ بیت کے گھروں میں جو کچھ آتا یا ہوتا وہ دوسرے ضرورت مندوں اور محتاجوں کی نذر ہو جاتا اور خود آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہلِ بیت کی زندگیاں اسی تنگی اور غربت سے بسر ہوتی تھیں۔ ایک دن آپ ﷺ بھوک میں ٹھیک دوپہر کو گھر سے نکلے، راستہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے، یہ دونوں بھی بھوکے تھے، ان کو لیکر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر آئے، ان کو خبر ہوئی تو دوڑے آئے اور باغ سے جا کر کھجوروں کا ایک خوشہ توڑ لائے اور سامنے رکھ دیا، اس کے بعد ایک بکری ذبح کی اور کھانا تیار کیا اور سامنے لا کر رکھا۔ حضور ﷺ نے ایک روٹی پر تھوڑا سا گوشت رکھ کر فرمایا کہ ”یہ فاطمہ کے ہاں بھجواؤ، اس کو کئی دن سے کھانا

www.foyuz.blogspot.com

نصیب نہیں ہوا ہے''۔

آپ ﷺ کا جب وصال ہوا تو حالت یہ تھی کہ آپ ﷺ کی زرہ تین سیر جو پر ایک یہودی کے پاس گروی تھی۔ جن کپڑوں میں وصال ہوا ان میں اوپر تلے پیوند لگے ہوئے تھے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کو بڑی محبت تھی، مگر یہ محبت سونے چاندی کے زیور اور اینٹ چونے کے مکانوں میں کبھی ظاہر نہیں ہوئی، بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھوں سے کام کرتیں، مشک بھر کر پانی لاتیں، آٹا گوندھتیں اور اگر کبھی آپ ﷺ سے کسی غلام یا لونڈی کی فرمائش کرتیں تو فرماتے کہ ''بیٹی یہ تسبیح پڑھ لیا کرو''۔

ایک دفعہ جب بہت سی لونڈیاں اور غلام آئے تو آپ ﷺ کی خدمت میں جا کر عرض کیا فرمایا کہ ''جان پدر! بدر کے یتیم اور صفہ کے مسافر تم سے زیادہ مستحق ہیں''۔

افلاس سے تھا سیدۂ پاک کا یہ حال	گھر میں کوئی کنیز نہ کوئی غلام تھا
گھس گھس گئی تھیں ہاتھ کی دونوں ہتھیلیاں	چکی کے پیسنے کو جو دن رات کام تھا
سینہ پر مشک بھر کے جو لاتی تھیں بار بار	گو نور سے بھرا تھا مگر نیل فام تھا
اٹ جاتا تھا لباس مبارک غبار میں	جھاڑو کا مشغلہ بھی جو صبح و شام تھا
آخر گئیں جناب رسولِ خدا کے پاس	یہ بھی کچھ اتفاق کہ وہاں اذنِ عام تھا
محرم نہ تھے جو لوگ تو کچھ کر سکیں نہ عرض	واپس گئیں کہ پاسِ حیا کا مقام تھا
پھر جب گئیں دوبارہ تو پوچھا حضور نے	کل کس لئے تم آئی تھیں کیا خاص کام تھا
غیرت یہ تھی کہ اب بھی نہ کچھ منہ سے کہہ سکیں	حیدر نے ان کے منہ سے کہا جو پیام تھا
ارشاد یہ ہوا کہ غریبانِ بے وطن	جن کا کہ صفۂ نبوی میں قیام تھا

میں ان کے بندوبست سے فارغ نہیں ہنوز	ہر چند اس میں خاص مجھے اہتمام تھا
جو جو مصیبتیں کہ آپ پر گزرتی ہیں	میں ان کا ذمہ دار ہوں میرا یہ کام تھا
کچھ تم سے بھی زیادہ مقدم ہے ان کا حق	جن کو کہ بھوک پیاس سے سونا حرام تھا
خاموش ہو کے سیدہ پاک رہ گئیں	جرأت نہ کر سکیں کہ ادب کا مقام تھا
یوں کی ہے اہلِ بیت مطہر نے زندگی	یہ ماجرائے دخترِ خیر الانام تھا

(علامہ شبلی رحمہ اللہ)

رشتہ داروں میں کوئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بڑھ کر دن رات کے حالات اور اخلاق سے واقف نہ تھا۔ وہ بچپن سے جوانی تک آپ کی خدمت میں رہے تھے، وہ گواہی دیتے ہیں کہ ''آپ ﷺ ہنس مکھ، طبیعت کے نرم اور اخلاق کے نیک تھے، طبیعت میں مہربانی تھی، سخت مزاج نہ تھے، کوئی برا کلمہ منہ سے نہیں نکالتے تھے، لوگوں کے عیب اور کمزوریوں کو نہیں ڈھونڈا کرتے تھے، کسی کی کوئی فرمائش اگر مزاج کے خلاف ہوتی تو خاموش رہ جاتے، نہ اس کا جواب دیکر مایوس کر دیتے تھے اور نہ اپنی منظوری ظاہر فرماتے تھے، واقف کار اس اندازِ خاص سے سمجھ جاتے کہ آپ کا منشا کیا ہے؟ یہ اس لئے تھا کہ آپ ﷺ کسی کا دل توڑنا نہیں چاہتے تھے، دل شکنی نہیں کرتے تھے بلکہ دلوں پہ مرہم رکھتے تھے کہ آپ ﷺ رؤف ورحیم تھے، آپ ﷺ نہایت فیاض، بڑے سخی، راست گو، نہایت نرم طبع تھے، لوگ آپ کی صحبت میں بیٹھتے تو خوش ہو جاتے، آپ کو پہلی دفعہ جو دیکھتا وہ مرعوب ہو جاتا لیکن جیسے جیسے وہ آپ سے ملتا جلتا آپ سے محبت کرنے لگتا۔

www.foyuz.blogspot.com

اہلِ مکہ نے آپ ﷺ کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا، آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے اور قتل تک کے منصوبے بنائے اور پھر جنگوں میں آمنے سامنے آئے۔ فتح مکہ کے وقت آپ ان سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟ سب بول اٹھے کہ بھلا سلوک، اس لئے کہ آپ بھلے بھائی اور بھلے بھتیجے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ آج میں وہی کہتا ہوں جو یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا:

"لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءَ"

کہ آج کے دن تم پر کوئی الزام نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔

اللہ رے وسعت تیرے دامانِ کرم کی
اس بحر کا ملتا نہیں ڈھونڈے سے کنارا

الغرض جس طرح آپ ﷺ اپنی صورت اور ظاہر کے لحاظ سے تمام انسانوں سے ممتاز تھے اسی طرح اپنی سیرت اور باطن کے لحاظ سے بھی سب پر فوقیت رکھتے تھے۔

امام بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَاقَ النَّبِيِّيْنَ فِيْ خَلْقٍ وَفِيْ خُلُقٍ   وَلَمْ يُدَانُوْهُ فِيْ عِلْمٍ وَلَا كَرَمٍ

آپ حسنِ صورت وحسنِ سیرت یعنی ظاہری وباطنی کمالات کی بدولت عام انسان تو کیا سارے نبیوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ   كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ   صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

پہنچا بلندیوں پہ وہ اپنے کمال سے   ناپید ظلمتیں ہوئیں اس کے جمال سے

حسنِ صفات ختم ہے اس خوش خصال پر   صلوات اس کی ذات پر اور اس کی آل پر

کھانا کھانے کے بارے میں: آپ ﷺ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے اور سیدھے ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھانا تناول فرماتے۔ آپ ﷺ ٹیک لگا کر کھانا کبھی نہیں کھاتے تھے، دوزانو یا اکڑو بیٹھتے، آپ ﷺ کا دسترخوان زمین پر بچھایا جاتا اور اس پر کھاتے۔ اکثر و بیشتر صرف تین انگلیوں (انگوٹھے، شہادت کی انگلی اور بیچ والی انگلی) سے کھانا کھاتے، کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے، پہلے بیچ والی انگلی پھر شہادت والی انگلی اور پھر انگوٹھا۔

آپ ﷺ حلوا، شہد، سرکہ، کھجور، خربوزہ، ککڑی اور لوکی بہت پسند فرماتے۔ گوشت میں آپ ﷺ کو دستی، گردن اور پیٹھ کا گوشت بہت پسند تھا، اگر کوئی کھانا طبع مبارک کو نامرغوب ہوتا تو کبھی اسکی برائی نہیں فرماتے بلکہ خاموشی سے اس کو چھوڑ دیتے، کچی پیاز اور کچا لہسن کبھی تناول نہیں فرماتے تھے۔

آپ ﷺ نے چھنا ہوا آٹا کبھی نہیں کھایا۔ آپ ﷺ نے چپاتی کبھی نہیں کھائی، آپ ﷺ نے میدہ کبھی نہیں کھایا۔ آپ ﷺ کھانا بیٹھ کر ہی نوش فرماتے مگر میوہ یا پھل کھڑے بھی نوشِ جان فرمالیا کرتے اور کبھی چل پھر کر۔

آپ ﷺ پکے ہوئے گوشت کو کبھی چھری سے کاٹ کر بھی کھاتے، گھر میں گوشت لا کر دیتے تو اس میں ہدایت فرماتے اس میں شوربہ رکھنا تا کہ اس میں سے پڑوسی کو دیا جا سکے۔ مہمان کو کھانا کھلاتے تو بار بار فرماتے "اور کھاؤ، اور کھاؤ"۔ کھانا شروع کرتے وقت تین لقموں تک ہر لقمہ پر بسم اللہ کہہ کر لقمے لیتے، جو شخص بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا

www.foyuz.blogspot.com

شروع کر دیتا تو آپ ﷺ اس کا ہاتھ پکڑ لیا کرتے اور اس کو بسم اللہ کہنے کی تاکید فرماتے۔

کسی شخص کو الٹے ہاتھ سے کھانا کھاتے ہوئے آپ ﷺ دیکھتے تو آپ ﷺ اس کے ہاتھ کو ایسا جھٹکا دیتے کہ اسکے ہاتھ سے لقمہ گر جاتا اور فرماتے کہ کھانے میں سیدھے ہاتھ سے کام لو۔ آپ ﷺ کھچڑی بہت پسند فرماتے، گوشت کے شوربے میں ڈوبی ہوئی روٹی بہت پسندیدہ تھی۔ مکھن اور کھجور بھی پسند تھے، دودھ اور کھجور ساتھ ساتھ تناول فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ یہ دونوں چیزیں عمدہ ہیں۔

جب کھانا پاس آتا تو فرماتے:

"اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ مَا رَزَقْتَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ،بِسْمِ اللّٰہِ"

جب کھانا کھا چکتے تو فرماتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ"

جب کہیں مدعو ہوتے تو داعی کے حق میں ان الفاظ میں ضرور دعا فرماتے:

"اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِیْ مَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ"

کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے۔ آپ ﷺ بغیر آواز کے پانی پیتے، میٹھے پانی کا بہت شوق تھا، جب اپنے احباب کو کوئی چیز پلاتے تو خود سب سے آخر میں پیتے۔

آپ ﷺ نے کانچ، مٹی، تانبے، اور لکڑی کے برتنوں میں پانی نوش فرمایا ہے۔

آپ ﷺ اکثر جو کے ستو استعمال کیا کرتے۔ بادام کے ستو ایک مرتبہ خدمت میں پیش ہوئے تو نہیں پئے کہ یہ امیروں کی غذا ہے۔ آپ ﷺ پانی بیٹھ کر تین سانس میں ہر بار بسم اللہ کہہ کر پیتے اور آخر میں الحمدللہ کہتے تھے۔

لباس کے بارے میں: تمام لباسوں میں کرتا زیادہ پسند تھا، جب آپ ﷺ قمیص زیب تن فرماتے تو پہلے سیدھا ہاتھ آستین میں ڈالتے اور پھر اپنا الٹا ہاتھ الٹی آستین میں، آپ ﷺ نے پاجامہ کبھی نہیں پہنا بلکہ ہمیشہ تہبند باندھا ہے، البتہ پاجامہ پہننے کیلئے خریدا ہے اور اپنے احباب کو پہنتے دیکھا ہے، آپ ﷺ تہبند ہمیشہ ناف سے نیچے باندھتے اور نصف پنڈلی سے اونچا رکھتے، آپ ﷺ کے تہبند کا اگلا حصہ پچھلے حصہ سے قدرے نیچا ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے پہننے کے کپڑوں میں سے مثلاً کرتہ، تہبند، چادر یا جوتا وغیرہ ان میں سے کسی کا فاضل جوڑا بنا کر نہیں رکھا، آپ ﷺ جب نیا لباس پہنتے تو جمعہ کے دن پہنتے، سفید لباس تو آپ ﷺ کو محبوب تھا ہی مگر رنگین لباس میں سبز رنگ کا لباس طبیعت کو بہت زیادہ پسند تھا۔ خالص اور گہرا سرخ طبیعت کو بہت زیادہ ناپسند تھا۔

جب نیا لباس پہنتے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے۔

عمامہ: آپ ﷺ عمامہ باندھتے تھے، عمامہ تقریباً سات گز ہوتا تھا، عمامہ کا شملہ ایک بالشت کے قریب چھوڑتے اور وہ دونوں شانوں کے درمیان پیچھے کی جانب چھوٹا ہوا ہوتا، عمامہ کے نیچے ٹوپی ضرور اوڑھا کرتے اور وہ سفید رنگ کی ہوتی تھی۔

انگوٹھی: چاندی کی انگوٹھی سیدھے اور الٹے ہاتھوں کی چھنگلیاں میں پہنی ہیں، آپ ﷺ کی انگوٹھی پر تین سطروں میں "**محمد رسول اللہ**" کھدا ہوا تھا۔ "محمد" ایک سطر میں "رسول" دوسری سطر میں اور "اللہ" تیسری سطر میں۔

جوتا: آپ ﷺ چپل نما یا کھڑاؤں نما جوتا پہنا کرتے تھے۔ جوتا پہنتے تو پہلے سیدھے پاؤں سیدھے جوتے میں اور جوتا اتارتے وقت پہلے الٹا پاؤں جوتے میں سے نکالتے

www.foyuz.blogspot.com

اور پھر سیدھا جوتا، کبھی کھڑے ہو کر پہنتے اور کبھی بیٹھ کر، جوتا اٹھاتے تو الٹے ہاتھ کے انگوٹھے والی انگلی سے اٹھاتے۔

سونے اور جاگنے میں: عشاء سے پہلے کبھی نہیں سوتے تھے، اول رات آرام فرماتے اور باقی رات عبادت میں کٹتی، سیدھی کروٹ اس طرح سوتے کہ سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی پر سیدھا رخسار رکھ لیتے اور تین مرتبہ یہ الفاظ ارشاد فرماتے:

"رَبِّ قِنِیُ عَذَابَکَ یَوُمَ تَبُعَثُ عِبَادَکَ"

کسی شخص کو پیٹ کے بل اوندھا لیٹا ہوا دیکھتے تو بہت ناراض ہوتے اور اسے اٹھا دیتے۔ آپ ﷺ عام طور سے سونے سے پہلے وضو کر کے سونے کے عادی تھے، آپ ﷺ ہر رات سونے سے پہلے سرمہ لگاتے، ہر آنکھ میں تین تین بار سلائی لگاتے اور کبھی ہر آنکھ میں دو دو مرتبہ لگاتے اور آخری سلائی دونوں آنکھوں میں لگا لیتے۔

رات آپ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ تکیہ پر سر رکھنے کے بعد

"قُلُ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ٥ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ٥ لَمُ یَلِدُ وَلَمُ یُوُلَدُ ٥ وَلَمُ یَکُنُ لَّهٗ کُفُوًا أَحَدٌ ٥ اور **قُلُ أَعُوُذُ بِرَبِّ الُفَلَقِ ٥ مِنُ شَرِّ مَا خَلَقَ ٥ وَمِنُ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ٥ وَمِنُ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الُعُقَدِ ٥ وَمِنُ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ٥** اور **قُلُ أَعُوُذُ بِرَبِّ النَّاسِ ٥ مَلِکِ النَّاسِ ٥ إِلٰهِ النَّاسِ ٥ مِنُ شَرِّ الُوَسُوَاسِ الُخَنَّاسِ ٥ الَّذِی یُوَسُوِسُ فِی صُدُورِ النَّاسِ ٥ مِنَ الُجِنَّةِ وَالنَّاسِ ٥**

ایک ایک مرتبہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں پھونک لیتے پھر ان کو کھول کر پورے بدن مبارک پر جہاں تک ہاتھ جاتا پھیر لیتے، اس طرح تین مرتبہ کرتے، نیند سے

بیدار ہوتے تو یہ الفاظ ارشاد فرماتے:

"اَلُحَمُدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَحُیَانَا بَعُدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیُهِ النُّشُوُرُ"

خوشبو: آخر رات میں خوشبو لگایا کرتے، سونے سے بیدار ہوتے تو ضروریات سے فراغت کے بعد وضو کرتے اور خوشبو استعمال میں لاتے، خوشبو کا ہدیہ ضرور قبول فرما لیتے، مہندی کے پھول کو محبوب رکھتے، مشک اور عود کی خوشبو کو تمام خوشبوؤں میں زیادہ محبوب رکھتے، سرِ مبارک پر بھی خوشبو لگاتے۔

مسواک: سوتے وقت مسواک کرتے، وضو کرتے، اور سر کے بالوں اور داڑھی مبارک میں کنگھا کرتے، آپ ﷺ کنگھا ہاتھی دانت کا رکھتے، جب آپ ﷺ آئینہ دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰهُمَّ حَسَّنُتَ خَلُقِیُ فَحَسِّنُ خُلُقِیُ وَاَوُسِعُ عَلَیَّ فِیُ رِزُقِیُ"

اے اللہ! جب آپ نے مجھے خوبصورت بنایا ہے تو میرے اخلاق کو بھی عمدہ بنا دیجئے، اور میرے لئے رزق کو کشادہ کر دیجئے۔

ناخن کٹوانے میں: ہاتھ کے ناخن کٹوانے میں ترتیب ذیل ملحوظ فرماتے سیدھا ہاتھ، شہادت کی انگلی سے شروع کرتے پھر بیچ کی انگلی، پھر بیچ والی انگلی کے برابر والی انگلی پھر چھنگلیا۔

الٹا ہاتھ، چھنگلیا سے شروع کر کے انگوٹھے تک اور آخر میں سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن لیتے، پاؤں کے ناخن کاٹتے وقت چھنگلیا سے شروع کرتے اور بالترتیب انگوٹھے تک ختم کرتے۔ آپ ﷺ پندرہویں دن ناخن کاٹتے۔

www.foyuz.blogspot.com

سفر کے بارے میں: آپﷺ سفر کیلئے خود روانہ ہوتے یا کسی اور کو روانہ فرماتے تو جمعرات کے روز کو روانگی کیلئے مناسب خیال فرماتے۔ آپﷺ سفر میں سواری کا زیادہ تیز رفتاری سے چلانا پسند فرماتے اور جب دیکھتے کہ راستہ لمبا ہے تو رفتار تیز کر دیتے، سفر میں کہیں منزل پر پڑاؤ کرتے تو جب تک دو رکعت نماز ادا نہ فرما لیتے نہیں بیٹھتے۔

جب کوئی مسافر سفر سے واپس آتا اور خدمت اقدس میں حاضری دیتا تو اس سے معانقہ کرتے اور اسکی پیشانی پہ بوسہ دیتے۔ جب کسی سفر کیلئے رخصت کرتے تو اس سے دعا کا مطالبہ فرماتے اور ارشاد ہوتا کہ ’’بھیا! ہم کو دعا میں مت بھولنا‘‘۔ سفر میں آپﷺ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ہوتے اور کوئی کام سب کو کرنا ہوتا (کھانا پکانا) تو آپﷺ کام کاج میں ضرور حصہ لیتے مثلاً ایک پڑاؤ پر سب اصحاب نے کھانا پکانے کا ارادہ کیا اور ہر ایک نے ایک کام اپنے ذمہ لیا تو آپﷺ نے لکڑیاں چن کر لانے کا کام اپنے ذمہ لیا۔

سفر سے واپسی پر پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز نفل ادا کرتے پھر گھر تشریف لاتے، جب سواری اچھی طرح بیٹھ جاتی تو تین مرتبہ ’’اللہ اکبر‘‘ کہتے اور پھر یہ دعا پڑھتے۔

’’سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ o وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ o اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی، اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھٰذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَ الْاَرْضِ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ‘‘.

اور واپس آتے تو یہ دعا پڑھتے:

’’اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْن عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ‘‘

جب کسی بلندی پر سواری چڑھتی تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے اور یہ دعا پڑھتے:

’’اَللّٰھُمَّ لَکَ الشَّرْفُ عَلٰی کُلِّ شَرْفٍ وَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی کُلِّ حَالٍ‘‘

جب کسی پستی میں سواری اترتی تو تین مرتبہ ’’سبحان اللہ‘‘ کہتے، جب کسی شہر یا گاؤں میں قیام کا ارادہ ہوتا اور آپﷺ اس کو دور سے دیکھ لیتے تو تین مرتبہ پڑھتے:

’’اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْھَا‘‘

اور جب اس میں داخل ہونے لگتے تو پڑھتے:

’’اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاھَا وَحَبِّنَا اِلٰی اَھْلِھَا وَحَبِّبْ صَالِحِی اَھْلِھَا اِلَیْنَا‘‘

جب آپﷺ کسی شخص کو کسی سفر کیلئے رخصت فرماتے تو یہ الفاظ زبان مبارک پر ہوتے:

’’اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمِ اَعْمَالِکَ‘‘

سفر سے واپسی پر جب اپنے گھر والوں میں تشریف لے جاتے تو پڑھتے:

’’تَوْباً تَوْباً لِرَبِّنَا اَوْباً لَا یُغَادِرُ عَلَیْنَا حَوْباً‘‘

چھینک کے بارے میں: آپﷺ کو چھینک آتی تو الحمدللہ کہتے، اگر کوئی ساتھی جواب میں ’’یرحمک اللہ‘‘ کہتا تو آپﷺ ’’یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ‘‘ سے اس کا جواب دیتے۔ آپﷺ چھینک بہت پست آواز سے لیتے اور اسی کو پسند فرماتے، چھینک کے وقت اپنے منہ پر دستِ مبارک رکھ لیتے اور کبھی منہ پر کپڑا رکھ لیا کرتے، چھینک لینے والے کی چھینک کا جواب دو مرتبہ تک دیتے، اس کے بعد اگر اس

www.foyuz.blogspot.com

کو چھینک آتی تو آپ ﷺ فرماتے ''اَلــرَّجُــلُ مَــزْکُــوْمٌ''، یعنی اس آدمی کو زکام ہو گیا ہے۔ (گویا اب جواب دینے کی ضرورت نہیں) جو شخص چھینک لینے کے بعد ''الحمد للہ'' نہ کہتا آپ ﷺ اس کی چھینک کا جواب نہیں دیتے تھے، اگر شکایت کرتا تو فرماتے کہ بھئی تم چھینک کے بعد اللہ کو بھول گئے، لہٰذا ہم تم کو بھول گئے۔

چلنے میں: چلتے وقت آپ ﷺ اپنے بدن کو آگے کی طرف جھکا کر چلتے، جس طرح کہ کوئی بلندی سے پستی کی طرف اتر رہا ہو۔ آپ ﷺ قدم لمبے لمبے رکھتے اور قدم اٹھا کر رکھتے، قدم گھسیٹ کر نہیں چلتے تھے۔ آپ ﷺ ایسے تیز چلتے کہ معمولی رفتار والا آپ ﷺ کے ساتھ چلنے سے قاصر رہتا۔ آپ ﷺ چلتے وقت بدن کو ڈھیلا نہیں چھوڑتے بلکہ بدن کو چست اور سمٹا ہوا رکھتے، چلتے وقت دائیں بائیں کبھی نہیں دیکھتے تھے۔ آپ ﷺ چلنے میں کسی چیز کی طرف مڑ کر دیکھتے تو پورے جسم سے مڑتے، صرف گردن یا نظر نہیں پھیرتے تھے۔

گفتگو میں: آپ ﷺ گفتگو میں الفاظ اتنے ٹھہر ٹھہر کر ادا کرتے کہ سننے والا آسانی سے یاد کر لیتا بلکہ اگر کوئی گننے والا آپ کے الفاظ کو گننا چاہتا تو گن بھی سکتا تھا۔ گفتگو میں اکثر و بیشتر الفاظ کو تین مرتبہ دھراتے، جس بات کا تفصیل سے ذکر کرنا تہذیب سے گرا ہوا ہوتا اس کو کنایہ میں بیان کرتے، بات کرتے ہوئے آپ ﷺ مسکراتے اور نہایت خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے۔

مزاح کے بارے میں: کبھی کبھی آپ ﷺ مزاح اور خوش طبعی بھی کیا کرتے، صحابہ نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ ''میرا مزاح سراسر سچائی اور حق ہے''۔

ایک شخص نے خدمت میں حاضر ہو کر سواری کیلئے درخواست کی، آپ ﷺ نے فرمایا

کہ تم کو سواری کیلئے اونٹنی کا بچہ دوں گا، وہ شخص حیران ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! میں اونٹنی کے بچے کو کیا کروں گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''کوئی اونٹ ایسا بھی ہوتا ہے جو اونٹنی کا بچہ نہ ہو؟''۔

ایک مرتبہ ایک بڑھیا حاضرِ خدمت ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو جنت نصیب کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی''۔ یہ فرما کر آپ ﷺ نماز کیلئے تشریف لے گئے۔ بڑھیا بہت گھبرائی اور اس نے یہ سن کر رونا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! جب سے آپ نے فرمایا ہے کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی، یہ بڑھیا رو رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ بوڑھی عورتیں جنت میں جائیں گی مگر جوان ہو کر جائیں گی۔

بچوں کے ساتھ خوش طبعی: آپ ﷺ بچوں پر بہت شفقت فرماتے، ان سے محبت کرتے، ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے، ان کو پیار کرتے اور ان کے حق میں دعائے خیر کرتے، حضرت انس کو ''یا ذاالاذنین'' اے دو کان والے! کہہ کر پکارتے۔

عبداللہ بن بشیر کہتے ہیں کہ میری والدہ نے مجھے آپ ﷺ کے لئے انگوروں کا ایک خوشہ دیا، راستہ میں میری نیت بگڑ گئی اور میں اس کو کھا گیا، میری والدہ آپ ﷺ سے ملیں تو خوشہ کے بارے میں پوچھا کہ پہنچ گیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''نہیں تو''، میری والدہ اور آپ ﷺ سمجھ گئے کہ میں نے کھایا ہے اس کے بعد آپ ﷺ جب کبھی راستہ

www.foyuz.blogspot.com

میں ملتے تو میرا کان پکڑ کر فرماتے ''یا غدر'' یعنی او دھوکے باز! اگر کئی بچے ایک جگہ جمع ہو جاتے تو آپ ﷺ ان کو ایک قطار میں کھڑا کر دیتے اور آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر بیٹھ جاتے اور فرماتے کہ تم سب دوڑ کر ہمارے پاس آؤ، جو بچہ ہم کو سب سے پہلے چھو لے گا، ہم اس کو یہ اور یہ دیں گے، بچے بھاگ کر آپ ﷺ کے پاس آتے، کوئی آپ ﷺ کے پیٹ پر گرتا اور کوئی مبارک سینہ پر، آپ ﷺ ان کو سینہ مبارک سے لگاتے اور پیار کرتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھائی ابو عمیر نے ایک ممولا پال رکھا تھا، ایک روز وہ مر گیا اور ابو عمیر اس کے رنج میں غمگین بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور جب ان کو ممولے کے رنج میں رنجیدہ دیکھا تو فرمایا ''**یا ابا عمیر! ما فعل النغیر؟**'' اے ابو عمیر! یہ تمہارے ممولے نے کیا کیا؟ (یعنی تمہارا لال کیا ہوا؟)۔

مجلس کے بارے میں: آپ ﷺ وعظ و تلقین کی مجالس ناغہ دے کر منعقد فرماتے تاکہ لوگ اکتا نہ جائیں۔ آپ ﷺ کی مجلس میں اگر کسی آنے والے کو آپ ﷺ اعزاز دینا چاہتے تو آپ ﷺ اس کیلئے چادر مبارک بچھا دیتے۔

جب آپ ﷺ کسی مجلس میں شرکت فرماتے تو اہلِ مجلس کی گفتگو میں بے ربط اپنا خیال پیش نہیں فرماتے، جب تک کہ وہ اپنے سلسلۂ گفتگو کو ختم نہ کر لیتے۔

آپ ﷺ صحابہ کے مجمع میں تشریف لے جاتے اور کوئی آپ ﷺ کی تعظیم کیلئے کھڑا ہوتا تو آپ ﷺ اسے اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ ﷺ کی یہ عادت مبارکہ پہچان گئے تو آپ ﷺ کی تشریف آوری پر کھڑے نہیں ہوتے تھے۔

آپ ﷺ کسی مجلس میں شرکت فرماتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہیں تشریف رکھتے، مجلس کے بیچ میں جا کر بیٹھنے کی ہرگز کوشش نہیں فرماتے تھے۔

آپ ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مجمع میں ہوتے تو درمیان میں تشریف رکھتے اور صحابہ کرام آپ ﷺ کے ارد گرد حلقے پر حلقہ لگائے بیٹھے ہوتے اور آپ ﷺ بوقت گفتگو کبھی ادھر رخ کر کے بات کرتے اور کبھی ادھر، گویا حلقہ میں سے ہر شخص بوقت گفتگو آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کو دیکھ لیتا۔

آپ ﷺ جب کسی مجلس سے اٹھ کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

''سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ''

اے اللہ! میں تیری حمد کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہوں، گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں میں تجھ سے بخشش کا طلبگار ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔

عیادت اور بیمار پرسی: آپ ﷺ کسی بیمار کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لے جاتے تو بیمار کی پیشانی اور نبض پر ہاتھ رکھتے، اس سے کھانے پینے کیلئے پوچھتے، اگر وہ کچھ مانگتا تو اس کیلئے وہ چیز منگواتے اور فرماتے کہ مریض جو مانگے وہ اس کو دو!

بیمار کے پاس بیٹھتے تو اس کو تسلی دیتے، اس کی صحت کیلئے دعا فرماتے اور فرماتے **''لَا بَأْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ''** کوئی پروا کی بات نہیں اللہ نے چاہا تو خیریت ہے۔

آپ ﷺ مریض کی پیشانی یا دکھی ہوئی جگہ ہاتھ رکھ کر فرماتے:

''اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، اِشْفِ وَاَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا

www.foyuz.blogspot.com

شِفَاءُ کَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سُقُماً"

اے اللہ! اے لوگوں کے رب! اس کی تکلیف کو دور فرمادے! اے شفا عطا فرمانے والے، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا ہی اصل شفا ہے جو کوئی تکلیف باقی نہیں چھوڑتی۔

بیمار کے سرہانے بیٹھتے اور پوچھتے "**کیف تجدک**" (طبیعت کیسی ہے؟)

اجازتِ داخلہ: اگر آپ ﷺ کسی سے ملاقات کیلئے تشریف لے جاتے تو تین مرتبہ سلام کر کے اجازت داخلہ طلب فرماتے، اگر جواب نہ ملتا تو واپس تشریف لے جاتے، اگر کوئی شخص ملاقات کیلئے حاضر ہوتا اور کہتا کہ آجاؤں تو آپ ﷺ خادم کو حکم دیتے کہ جاؤ اس کو گھر میں آنے کا قاعدہ سکھاؤ کہ پہلے سلام کرے اور پھر اجازت چاہے۔

اگر کوئی شخص آپ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہتا تو حسبِ قاعدہ پوچھتے، کون ہے؟ اگر وہ "میں" سے جواب دیتا تو آپ ﷺ اسے پسند نہیں فرماتے تھے اور فرماتے کہ "میں میں کیا کرتے ہو؟ اپنا نام کیوں نہیں لیتے")

آپ ﷺ کبھی دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر اندر آنے کی اجازت نہیں مانگتے تھے بلکہ دروازے کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہو کر سلام کرتے اور پھر اندر آنے کی اجازت چاہتے تھے۔

معاشرتی معاملات: جب آپ ﷺ کے کان میں کوئی سرگوشی کرتا تو سرِ مبارک کو اس کے منہ سے جدا نہ فرماتے، جب تک کہ وہ خود اپنی بات کہہ کر منہ نہ ہٹا لیتا۔

اگر کوئی مصافحہ کیلئے آپ ﷺ کا مبارک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتا تو آپ ﷺ اس کے ہاتھ میں سے اپنا ہاتھ نہ نکالتے جب تک کہ وہ خود ہاتھ کو نہ چھوڑ دیتا۔

جب کوئی آپ ﷺ سے بات کرنے کیلئے آپ ﷺ کی طرف رخ کرتا تو آپ ﷺ بھی اس کی طرف متوجہ ہو جاتے اور اپنے مبارک چہرہ کو اس کی طرف سے نہ پھیرتے جب تک کہ وہ خود اپنے منہ کو نہ پھیر لیتا۔

جب کوئی نیا لباس پہن کر حاضر خدمت ہوتا تو آپ ﷺ اس کی تعریف کرتے اور فرماتے "**حسنة حسنة**" بہت خوب بہت خوب، اور پھر فرماتے "**ابلِ واخلق**" تمہیں استعمال کرنا نصیب ہو۔ اگر کسی کی نازیبا حرکت دیکھتے تو اسکا نام لیکر اس کو تنبیہ نہیں فرماتے بلکہ عمومی صورت میں فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسا ایسا کرتے ہیں۔

راستہ میں آپ ﷺ کی کسی سے ملاقات ہوتی تو پہلے خود سلام کرنے کی کوشش کرتے، جب کسی کو کوئی پیغام بھیجتے تو سلام ضرور کہلواتے۔ جب کسی کا سلام آپ ﷺ کو پہنچتا تو سلام پہنچانے کے ساتھ سلام لانے والے کو بھی سلام کا جواب دیتے اور یوں فرماتے:

"**عَلَیْکَ وَعَلٰی فُلَانٍ سَلَامٌ**" کہ تجھ پر اور اس پر سلام ہو۔

اگر آپ ﷺ کے مبارک جسم یا لباس سے کوئی شخص کوئی چیز (تنکا، جالا، مٹی) وغیرہ دور کرتا تو آپ ﷺ اس کا شکریہ ان دعائیہ کلمات سے ادا کرتے:

"**مَسَّحَ اللّٰهُ عَنْکَ مَا تَکْرَهُ**" اللہ تعالیٰ تم سے بھی ناگوار چیزوں کو دور فرمائے۔

اگر کسی کا نام معلوم نہ ہوتا تو "یا ابن عبداللہ" اے اللہ کے بندے کے بیٹے کہہ کر پکار لیا کرتے، اگر کوئی ضرورت مند حاضر خدمت ہوتا تو جب تک وہ خود اٹھ کر نہ چلا جاتا آپ ﷺ مروت کی وجہ سے خود نہیں اٹھتے تھے۔

آپ ﷺ کبھی کسی گفتگو کرنے والے کی بات کو نہیں کاٹتے، ہاں اگر وہ حق کے

www.foyuz.blogspot.com

خلاف بات کرتا تو آپ ﷺ اس کو منع کر دیتے یا خود اٹھ کھڑے ہوتے۔

کوئی دوست ہدیہ پیش کرتا تو قبول فرما لیتے مگر اس کا بدلہ اتارنے کی بھی کوشش کرتے، ملاقات کے وقت آپ ﷺ کبھی مصافحہ کرتے، کبھی معانقہ بھی کرتے اور کبھی پیشانی پر بوسہ بھی دیتے۔ خاص مہمانوں کی مہمانی بنفسِ نفیس انجام دیتے۔ کھانے کی چیز کبھی تنہا تناول نہیں فرماتے بلکہ حاضرین کو شریک کرتے اور غیر حاضر کا حصہ رکھتے۔ جب آپ ﷺ راستہ میں کسی کا ہاتھ پکڑتے اور پھر جدا ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

آپ ﷺ کبھی قہقہہ مار کر نہیں ہنسے بلکہ صرف مسکراتے، آپ ﷺ کی انتہائی ہنسی میں مبارک دانتوں کے صرف لسکے دکھائی دیتے، لیکن کوا ہرگز دکھائی نہیں دیتا۔

جس طرح ہنسنے میں قہقہے کی آواز نہیں نکلتی اسی طرح رونے میں بھی آواز نہیں نکلتی بلکہ ٹھنڈا سانس لیتے، آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور سینے سے ایسی آواز سنائی دیتی جیسے کوئی ہانڈی ابل رہی ہے۔ آپ ﷺ اپنے رونے کی کیفیت بیان کرتے ہیں "آنکھ آنسو بہاتی ہے، دل غم کرتا ہے اور زبان سے ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب خوش ہوتا ہے"۔

غم کے وقت "حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ" (میرا اللہ جو بہترین کارساز ہے وہی مجھے کافی ہے) پڑھتے رہتے۔ خوشی کے وقت نظر نیچی کر لیتے، کہیں سے صدقہ کی رقم آتی تو جب تک غریبوں اور مستحقوں پر تقسیم نہ فرما دیتے گھر تشریف نہیں لے جاتے۔ جب تک اپنے گھر میں رہتے خانگی کاموں میں مصروف رہتے، گھر کے معمولی سے معمولی کام انجام دینے میں آپ ﷺ کو عار نہیں تھی۔ مثلاً دودھ دوہ لیتے، جانوروں کو چارہ ڈال دیتے، کپڑے کا

ڈول وغیرہ میں پیوند لگا لیتے، اپنا جوتا خود مرمت کر لیتے اور خادم کے ساتھ مل کر آٹا پسوا لیتے۔ بازار سے سودا سلف لانے میں کبھی عار نہیں کرتے تھے، بازار تشریف لے جاتے اور سودا کپڑے میں باندھ کر لے آتے۔ خطوط لکھواتے تو بسم اللہ کے بعد لکھنے والے کا نام اور پھر جس کو لکھا جا رہا ہے کا نام لکھواتے، اس کے بعد خط کا مضمون لکھواتے۔

آپ ﷺ اگر کسی کو کوئی چیز دیتے تو سیدھے ہاتھ سے دیتے، اگر کوئی چیز لیتے تو سیدھے ہاتھ سے لیتے، آپ ﷺ کو سواری کے جانوروں میں سے گھوڑا بہت پسند تھا، اس کی آنکھ، اس کا منہ اس کی ناک صاف کرتے اسکی ایال کے بالوں کو انگلیوں سے بٹتے اور فرماتے کہ "بھلائی اس کی پیشانی سے قیامت تک بندھی ہوئی ہے"۔

آپ ﷺ کو تیرنے کا بھی شوق تھا، کبھی تیرنے کا بھی شوق فرماتے، ایک مرتبہ ایک تالاب میں آپ ﷺ اور چند اصحاب تیرے، آپ ﷺ نے ہر ایک کی جوڑ مقرر فرما دی کہ ہر ایک اپنے ساتھی کی طرف تیر کر جائے، چنانچہ آپ ﷺ کے ساتھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ قرار پائے اور آپ ﷺ تیرتے ہوئے ان کے پاس گئے اور ان کی گردن پکڑ لی۔

رسول پاک ﷺ کا حق

فضیلۃ الشیخ محمد صالح العثیمینؒ (سعودی عرب)

مترجم: بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن

مخلوقات میں سب سے بڑا حق رسول پاک ﷺ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

www.foyuz.blogspot.com

إِنَّآ أَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ٥ لِّتُؤۡمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ
وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ (الفتح : ۸.۹)

بے شک ہم نے تمہیں گواہ، خوشخبری دینے والا اور (انجام سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تا کہ تم لوگ ایمان لاؤ اللہ پر اور رسول ﷺ پر اور ان کی مدد کرو اور تعظیم کرو۔

اسی بناء پر محبت رسول ﷺ کو تمام مخلوقات کی محبت پر مقدم رکھنا ضروری ہے حتیٰ کہ اپنی جان، اولاد اور والد سے بھی بڑھ کر ان سے محبت کرے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"لَا يُؤۡمِنُ اَحَدُكُمۡ حَتّٰى اَكُوۡنَ اَحَبَّ اِلَيۡهِ مِنۡ وَّلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ. (بخاری و مسلم)

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کی اولاد، والد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

نبی پاک ﷺ کے حقوق میں ان کے شایانِ شان عزت، احترام اور توقیر کرنا ہے جس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ ہو۔ آپ ﷺ کی مبارک زندگی میں عزت و توقیر یہ ہے کہ آپ ﷺ کی سنت اور ذاتِ کریم کی عزت کی جائے اور وصال کے بعد آپ ﷺ کی سنت اور شریعت کی عزت و توقیر کرنا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ کی عزت و توقیر کی جو ان پر واجب تھی، اگر وہ پیشِ نظر ہو تو اس کا صحیح اندازہ ہوسکتا ہے۔

عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو صلح حدیبیہ میں قریش کی طرف سے آپ ﷺ کے ساتھ مذاکرات کیلئے آئے تھے، انہوں نے قریش کو جا کر بتایا کہ

"میں نے قیصر و کسریٰ کے دربار دیکھے ہیں، مگر بخدا میں نے کسی کو کسی کی اتنی عزت و محبت کرتے ہوئے نہیں دیکھا جتنی صحابہ کو محمد (ﷺ) سے کرتے دیکھا ہے، جب وہ انہیں کسی کام کے کرنے کا حکم دیتے ہیں تو وہ ان پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور جب بات کرتے ہیں تو وہ ان کے سامنے اپنی آوازیں پست کر لیتے ہیں اور تعظیماً ان کو نظر بھر کر دیکھتے بھی نہیں"۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ ﷺ کی بے حد تعظیم کرتے تھے، آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خلق کریم، پیارے اخلاق سے نوازا تھا، نہایت نرم اور مہربان تھے، اگر آپ ﷺ میں سختی ہوتی تو لوگ آپ ﷺ کے اتنے قریب نہ ہوتے، ماضی اور مستقبل سے متعلقہ جن امور کی بابت آپ ﷺ نے اطلاع دی ہے، اس کی تصدیق کرنا جس کا حکم دیا ہے اس کی تعمیل کرنا اور جس سے روکا ہے اس سے رک جانا یہ سب آپ ﷺ کے حقوق میں شامل ہے اور یہ ایمان کہ آپ ﷺ کی لائی ہوئی ہدایت سب سے مکمل اور شریعت سب شریعتوں سے بڑھ کر اور نہایت ہی مکمل ہے۔ آپ ﷺ کی شریعت پر کسی نظام اور شریعت کو ہرگز مقدم نہ سمجھے (چاہے اس کا مصدر کوئی بھی ہو)

اللہ کا فرمان ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ لَا يَجِدُوا
فِيٓ أَنۡفُسِهِمۡ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَيُسَلِّمُوا تَسۡلِيمًا ٥ (النساء:۶۵)

بخدا وہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کرا دیں، پھر آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں

www.foyuz.blogspot.com

تنگی نہ پاویں اور پورا پورا تسلیم کر لیں۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌo (آل عمران: ۳۱)

آپ (ﷺ) فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا، بڑا عنایت کرنے والا ہے۔

ہر حال میں ممکن حد تک آپ ﷺ کی شریعت و ہدایت کا دفاع کرنا بھی آپ ﷺ کے حقوق میں سے ہے۔ جب دشمن دین اسلام میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرے تو اس کا مضبوط علمی دفاع فرض ہے، اس کے دلائل کا علمی رد اس کے شکوک وشبہات کا ازالہ اور اس کے فساد و بگاڑ کو واضح کرنا ضروری ہے، اس طرح اگر وہ ہتھیاروں سے حملہ آور ہو تو اس کا ویسا ہی جواب ضروری ہے، کسی مومن و مسلمان کیلئے یہ جائز نہیں کہ آپ ﷺ کی ذات یا شریعت پر حملہ ہو تو دفاع کی قدرت ہوتے ہوئے وہ خاموش رہے۔

فضائل درود شریف کی حکمت اور اہمیت

صلوۃ وسلام: صلوۃ وسلام (درود شریف) دراصل اعلیٰ اور اشرف درجہ کی ایک دعا ہے جو ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے حق میں اللہ تعالیٰ سے اپنی ایمانی وابستگی کے اظہار کیلئے کرتے ہیں۔ انسانوں پر خاص کر ان بندوں پر جن کو کسی نبی کی ہدایت و تعلیم سے ایمان نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا احسان اسی نبی و رسول کا ہوتا ہے جس کے ذریعہ ان کو ایمان

ملا ہو اور ظاہر ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کو ایمان کی دولت اللہ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی بدولت ملی ہے۔ اس لئے یہ امت اللہ کے بعد سب سے زیادہ آپ ﷺ ہی کی ممنون واحسان ہے۔ جس طرح ہم پر اپنے پروردگار کا حق ہے کہ اس کی عبادت اور حمد وتسبیح کریں اسی طرح اس کے پیغمبروں کا حق ہے کہ ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے مزید رحمت ورافت اور رفع درجات کی دعا کریں۔ درود وسلام کا مطلب یہی ہوتا ہے اور یہ دراصل ان محسنوں کی بارگاہ میں عقیدت ومحبت کا ہدیہ، وفاداری و نیازکیشی کا نذرانہ اور ممنونیت و سپاس گزاری کا اظہار ہوتا ہے، ورنہ ظاہر ہے کہ ان کو ہماری دعاؤں کی کیا احتیاج، بادشاہوں کو فقیروں اور مسکینوں کے ہدیوں اور تحفوں کی کیا ضرورت ہے۔

تاہم اس میں شبہ نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارا یہ تحفہ ان کی خدمت میں پہنچاتا ہے اور ہماری اس دعا والتجا کے حساب میں بھی ان پر اللہ تعالیٰ کے الطاف وعنایات میں اضافہ ہوتا ہے اور اس دعا گوئی کا سب سے بڑا فائدہ خود ہم کو پہنچتا ہے، ہمارا ایمانی تعلق مضبوط اور مستحکم ہوتا ہے اور ایک دفعہ کے مخلصانہ درود شریف کے صلہ میں اللہ تعالیٰ کی کم از کم دس رحمتوں کے ہم مستحق ہو جاتے ہیں۔ یہ ہے درود وسلام کا راز اور اس کے فوائد ومنافع۔

قرآن کریم میں درود وسلام کا حکم: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے درود وسلام بھیجنے کا حکم سورہ احزاب میں بڑی شاندار تمہید کے ساتھ دیا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًاo (احزاب: ۵۶)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر ﷺ پر، اے ایمان والو!
تم بھی آپ ﷺ پر خوب درود وسلام بھیجا کرو۔

حکم اور خطاب کا یہ عجیب اور نرالا انداز قرآن پاک میں صلوٰۃ وسلام کے اس حکم ہی کیلئے اختیار کیا گیا ہے، دوسرے کسی اعلیٰ سے اعلیٰ عمل کیلئے بھی نہیں کیا گیا کہ خود اللہ جل شانہ اور اس کے فرشتے یہ کام کرتے ہیں تم بھی کرو بلاشبہ درود وسلام کا یہ بہت بڑا امتیاز ہے اور یہ آپ ﷺ کے مقامِ محبوبیت کی خصوصیات میں سے ہے۔

آیت شریفہ کو لفظ ''انّ'' کے ساتھ شروع فرمایا جو نہایت تاکید پر دلالت کرتا ہے اور صیغہ مضارع ''یصلّون'' کے ساتھ ذکر فرمایا جو استمرار اور دوام پر دلالت کرتا ہے یعنی یہ قطعی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہمیشہ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔

صلوٰۃ کے بارے میں ایک اشکال کا حل: سورہ احزاب کی مذکورہ بالا آیت میں بہت سے لوگوں کو یہ اشکال محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور مومن بندوں سب کی نسبت لفظ ''صلوٰۃ'' استعمال کیا گیا ہے، حالانکہ حقیقت کے لحاظ سے ان میں سے ہر ایک کا عمل دوسرے سے یقیناً مختلف ہے، اس کو حل کرنے کیلئے عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ نسبت کے بدلنے سے معنی بدل جاتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت ہو تو اس کے معنی رحمت نازل کرنا اور جب ملائکہ اور مومنین کی طرف اس کی نسبت ہو تو اس کا مطلب ہوتا ہے، اللہ سے رحمت کی دعا کرنا۔ اکثر مفسرین حضرات کا یہی مسلک ہے لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ صلوٰۃ کے معنی میں بہت وسعت ہے۔ تکریم وتشریف، مدح وثناء، رفع مراتب، محبت وعطوفت، برکت ورحمت، پیار دلار، ارادۂ خیر ودعائے خیر ان سب کو صلوٰۃ کا مفہوم

حاوی ہے۔ اس لئے اس کی نسبت اللہ اور اس کے فرشتوں اور ایمان والے بندوں کی طرف یکساں طور پر کی جاسکتی ہے البتہ یہ فرق ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ پر اللہ کی صلوٰۃ اس کی شانِ عالی کے مطابق ہوگی اور فرشتوں کی طرف سے ان کے مرتبہ کے مطابق اور مومنین کی طرف سے ان کی حیثیت کے مطابق۔

اس بناء پر آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے نبی ﷺ پر خاص الخاص عنایت ونوازش اور بڑا پیار دلار ہے اور وہ ان کی مدح وستائش کرتا اور عظمت وشرف کے بلند ترین مقام پر ان کو پہنچانا چاہتا ہے اور فرشتے بھی ان کی تکریم وتعظیم اور مدح وثنا کرتے ہیں اور ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے بیش از بیش الطاف وعنایات اور رفع درجات کی دعائیں کرتے ہیں۔

اے ایمان والو! تم بھی ایسا ہی کرو اور آپ ﷺ کیلئے اللہ تعالیٰ سے خاص الخاص لطف وعنایات، محبت وعطوفت، مراتب اور درجات کی رفعت، پورے عالم کی سیادت وامامت اور مقام محمود وقبولیت شفاعت کی دعا کیا کرو اور آپ ﷺ پر سلام بھیجا کرو۔

مفسرین حضرات نے سلام بھیجنے کے یہ معنی لئے ہیں کہ ہر معاملہ میں ہمیشہ آپ ﷺ ہی کی فرمانبرداری کرتے رہیں۔

درود وسلام کا مقصد: اگرچہ درود وسلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ایک دعا ہے لیکن جس طرح کسی دوسرے کیلئے دعا کرنے کا اصل مقصد اسے نفع پہنچانا ہوتا ہے، اس دعا میں ایسا ہرگز نہیں ہوتا ہے بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی بندگی خود ہماری ضرورت ہے اور اس کا نفع ہم ہی کو پہنچتا ہے بعینہٖ درود وسلام سے بھی ہمارا اپنا نفع

www.foyuz.blogspot.com

ہوتا ہے کہ اس دعا کے ذریعہ اللہ کی رضا وثواب، آخرت اور اس کے رسول ﷺ کا روحانی قرب اور ان کی خاص نظر عنایت کو حاصل کر سکیں۔

بخاری شریف کے شارح علامہ قسطلانی ؒ نے ''مواہب اللدنیہ'' میں مقصد درود پر لکھا ہے کہ ''ہم بندوں کی طرف سے درود بھیجنے کا اصل مقصد رسول اللہ ﷺ کے بے شمار احسانات کے مقابلہ میں اپنی ناچیز بساط کے مطابق نہایت معمولی ہدیہ پیش کرنا ہے ورنہ محض درود کیلئے تو فرشتے کافی ہیں''۔

علامہ زرقانی رحمہ اللہ شرح مواہب میں نقل کرتے ہیں کہ ''درود شریف سے مقصود اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بارگاہ میں اس کے امتثال حکم سے تقرب حاصل کرنا ہے اور حضور ﷺ کے جو حقوق ہم پر ہیں ان میں سے کچھ کی ادائیگی ہے''۔

حافظ عزالدین ابن عبدالسلام کہتے ہیں کہ ''ہمارا درود حضور علیہ السلام کیلئے کیا سفارش کر سکتا ہے؟ لیکن بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں محسن کے بدلہ دینے کا حکم دیا ہے اور حضور علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی محسن اعظم نہیں، ہم چونکہ آپ ﷺ کے احسانات کے بدلہ سے عاجز تھے، اللہ تعالیٰ نے ہمارا عجز دیکھ کر ہم کو اس کی مکافات کا طریقہ بتایا کہ درود پڑھا جائے اور چونکہ ہم اس سے بھی عاجز تھے اس لئے ہم نے اللہ جل شانہ سے درخواست کی کہ تو اپنی شان کے موافق مکافات فرما۔

صلوٰۃ وسلام کی خاص اہمیت: سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں عقیدت ومحبت و وفاداری و نیازمندی کا نذرانہ پیش کرنے کیلئے درود وسلام کا طریقہ مقرر کرنے کی سب سے بڑی حکمت یہ ہے کہ اس سے شرک کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے مقدس

اور محترم ہستیاں انبیائے کرام علیہم السلام کی ہیں اور ان میں سب سے اکرم وافضل خاتم النبیین سیدنا محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔ جب ان کے بارے میں ہمیں یہ حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے ان کیلئے خاص الخاص عنایت ورحمت اور سلامتی کی دعا (درود شریف) کی جائے تو معلوم ہوا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت اور نظر کرم کے محتاج ہیں اور ان کا عالی مقام یہی ہے کہ ان کے واسطے اللہ تعالیٰ سے اعلیٰ اور عمدہ سے عمدہ دعائیں کی جائیں۔ کتنا بڑا اکرم ہے، اس کریم کا جس کے حکم نے ہم بندوں اور امتیوں کو نبیوں اور رسولوں کا اور خاص کر سید الانبیاء ﷺ کا دعا گو بنا دیا، جو بندہ ان ہستیوں کا دعا گو ہو وہ کسی مخلوق کا پرستار کیسے ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ وسلام کا یہ حکم دیکر شرک کیلئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔

درود وسلام کے بارے میں مسالک فقہاء: فقہائے امت تقریباً اس بات پر متفق ہیں کہ سورۂ احزاب کی مذکورہ آیت کی رو سے حضور ﷺ پر درود بھیجنا امت کے ہر فرد پر فرض ہے۔ پھر امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ اس کے قائل ہیں کہ خاص کر ہر نماز کے قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا واجبات نماز میں سے ہے، اگر درود رہ گیا تو ان ائمہ کے نزدیک نماز ہی نہ ہوگی لیکن امام مالک، امام اعظم ابوحنیفہ رحمہما اللہ اور اکثر دوسرے فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ قعدہ میں تشہد تو بے شک واجب ہے لیکن اس کے بعد مستقلاً درود شریف پڑھنا فرض یا واجب نہیں بلکہ اہم اور مبارک سنت ہے جس کے چھوٹ جانے سے نماز میں بڑا نقص رہ جاتا ہے مگر اس اختلاف کے باوجود اس پر تقریباً اتفاق ہے کہ اس آیت کے حکم کی تعمیل میں آپ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا ہر مسلمان پر اسی

www.foyuz.blogspot.com

طرح فرض ہے جس طرح آپ ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا جس کیلئے کسی وقت اور تعداد کا تعین نہیں کیا گیا اور اس کا ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ ایک دفعہ پڑھ لے اور پھر اس پر قائم رہے۔

درود وسلام کے فضائل و برکات: اس تمہید کے بعد وہ حدیثیں پڑھیئے جن میں درود و سلام کی ترغیب، فضیلت اور برکات کا بیان ہے:

"عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَةً صَلّٰی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْراً.(رواه مسلم، باب الصلوة علی النبی ﷺ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ مجھ پر ایک دفعہ صلوٰۃ بھیجے اللہ پاک اس پر دس بار صلوٰۃ بھیجتا ہے۔

"عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلوٰةً وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرَ خَطِیْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهٗ عَشْرَ دَرَجَاتٍ. (رواه النسائی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جو بندہ مجھ پر ایک صلوٰۃ بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار صلوٰۃ بھیجتا ہے اور اس کی دس خطائیں معاف فرما دی جاتی ہیں اور اس کے دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں۔

تشریح: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی پہلی روایت میں ایک دفعہ صلوٰۃ بھیجنے والے کیلئے اللہ کی طرف سے دس صلوٰتیں بھیجنے کا ذکر ہے۔ اس حدیث میں دس صلاتوں کے علاوہ دس درجوں کی بلندی اور دس گناہوں کی معافی کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ نسائی شریف ہی

کی ایک حدیث جس کے راوی ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہ ہیں ان سب کے علاوہ نامہ اعمال میں مزید دس نیکیوں کے لکھے جانے کی بشارت سنائی گئی ہے لیکن اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ صلہ پانے کے لئے

"من صلی علی من امتی صلوٰۃ مخلصا من قلبه"

کی شرط لگائی گئی ہے کہ صلوٰۃ اخلاص کے ساتھ بھیجی جائے۔

ان سب حدیثوں کا مقصد ہم امتیوں کو یہ بتانا ہے کہ اللہ کی طرف سے صلوٰۃ وسلام کا تمغہ اور اس کی بے انتہا عنایتیں اور رحمتیں حاصل کرنے کا ایک کامیاب اور بہترین ذریعہ خلوص قلب سے رسول ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا ہے۔

ان احادیث کی بشارت کے مطابق جو بندہ آپ ﷺ پر روزانہ صرف سو دفعہ درودِ پاک پڑھتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ ایک ہزار رحمتیں اور نوازشیں فرماتا ہے۔ اس کے مرتبہ میں ایک ہزار درجے ترقی دی جاتی ہے، اس کے اعمال نامے سے ایک ہزار گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور "کتب له بها عشر حسنات" کے تحت ایک ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اللہ اکبر! کتنا سستا اور نفع بخش سودا ہے۔ اس سعادت اور کمائی سے اپنے کو محروم رکھنا واقعی بہت بڑی بدنصیبی ہے۔

آنحضرت ﷺ اور ہمارے فرائض

ڈاکٹر عبدالکریم زیدان

مترجم: بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر قاری فیوض الرحمٰن

www.foyuz.blogspot.com

ہمارا پہلا فرض یہ ہے کہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور جس چیز کی آپ ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے اس کی تصدیق کریں اور ان کے ہر ہر حکم کی اطاعت کریں۔ جس کام کے کرنے کا حکم دیا ہے وہ کریں اور جس سے روکا ہے اس سے رک جائیں اور یہ اطاعت وفرمانبرداری دل کی پوری رغبت، چاہت اور خوشی کے ساتھ ہونی چاہئے۔

دوسرے فرائض میں سے ایک محبت ہے کہ ہم رسول پاک ﷺ کے ساتھ اپنی جان، اولاد، اہل وعیال، مال اور دنیا جہاں کے لوگوں سے زیادہ محبت کریں۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

’’تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں جب تک کہ میں اسے اس کی جان، اولاد، مال اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں‘‘

اور یہ صاف بات ہے کہ آپ ﷺ سے سچی محبت پر خلوص پیروی ہی کی صورت میں ہو گی، پس وہ یہ ہے کہ جس چیز سے آپ ﷺ کو محبت ہے اور جسے آپ ﷺ چاہتے ہیں ہم بھی اس سے محبت کریں اور اسے چاہیں اور آپ ﷺ کی رضا اور چاہت کے مطابق فوری عمل کرنا ضروری ہے اور اسی کا ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور یہ سچی محبت کے لوازمات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’وقسمیں کھاتے ہیں تمہارے آگے اللہ کی تا کہ تم کو راضی کریں اور اللہ کو اور اس کے رسول کو بہت ضروری ہے راضی کرنا اگر وہ ایمان رکھتے ہیں‘‘۔ (التوبۃ: ٦٢)

تیسری چیز آپ کی عزت وتوقیر اور عظمت واحترام ہے، زندگی میں بھی اور آپ ﷺ کے وصال فرما جانے کے بعد بھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’مت سمجھو بلانا رسول کا اپنے اندر برابر اس کے جو بلاتا ہے تم میں سے ایک دوسرے کو‘‘۔

اس لئے کہ رسول کریم ﷺ دوسرے لوگوں کی طرح نہیں ہیں بلکہ وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور لوگوں پر ان کی عزت وتوقیر اور ادب واحترام فرض ہے اور آپ ﷺ کو بلانے میں بھی اس کی پابندی ضروری ہے کہ وہ یارسول اللہ! یانبی اللہ! کہہ کر پکاریں اور آپ ﷺ کے ادب واحترام میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ ﷺ سے بات میں آگے نہ بڑھا جائے (پہل نہ کی جائے) اور آپ ﷺ سے کلام کے وقت اپنی آواز بھی بلند نہ کی جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’اے ایمان والو! آگے نہ بڑھو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور ڈرتے رہو اللہ سے، بے شک اللہ سنتا ہے، جانتا ہے۔ اے ایمان والو! بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر اور ان سے نہ بولو زور سے جیسے زور سے بولتے ہو ایک دوسرے سے، کہیں برباد نہ ہو جائیں تمہارے عمل اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ جو لوگ دبی آواز سے بولتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہی ہیں جن کے دلوں کو جانچ لیا ہے اللہ نے ادب کے واسطے، ان کیلئے معافی ہے اور ثواب بڑا۔ (الحجرات: ۱۔۳)

آپ ﷺ کے وصال کے بعد بھی یہ ادب احترام ضروری اور باقی ہے۔ آپ ﷺ کی مسجد (مسجد نبوی) اور روضہ مطہرہ کے پاس آواز بلند نہیں کرنی چاہیئے۔ اسی طرح آپ ﷺ کی حدیث اور پاک سنت کے تذکرہ وبیان کے وقت بھی خاموش رہنا چاہیئے اور پوری توجہ سے اور کان لگا کر سننا چاہیئے، جب کوئی مسلمان آپ ﷺ کی بات سنے تو یہ سمجھے کہ آپ کی بات سے بہتر کسی کی بات نہیں ہوسکتی۔ آپ ﷺ کے ارشاد کا پوری توجہ کے ساتھ سننا، اسے سمجھنا اور پھر اس پر عمل کرنے کا عزم نہایت ہی ضروری ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کو کسی بھی قسم کی ہرگز ایذاء نہ دے اور اس سے بہت

www.foyuz.blogspot.com

دور رہے، اس لئے کہ یہ حرام ہے اور مسلمان کے دائرہ اسلام سے نکل جانے کا باعث ہے۔

اللہ کا ارشاد ہے: ''اور تم کو یہ شایان نہیں کہ پیغمبرِ خدا کو تکلیف پہنچاؤ''۔ (الاحزاب:۵۳)

نیز فرمایا: ''اور جو لوگ رسولِ خدا کو رنج پہنچاتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب (تیار) ہے''۔ (التوبۃ:۶۱)

اس ایذاء میں آپ ﷺ کی پاک بیبیوں کے بارے میں خلاف ادب کوئی بات کہنا یا لکھنا بھی داخل ہے اور وہ قرآن مجید کے بیان کے مطابق مومنوں کی مائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور ان کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں''

اور وہ دنیا و آخرت میں ان کی بیویاں ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کی پاک آل و اولاد کے بارے میں بھی پوری طرح آداب ملحوظ نہ رکھنا بھی ایذاء میں داخل ہے۔ پانچویں بات یہ ہے کہ آپ ﷺ پر درود و سلام پڑھا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں، مومنو! تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجا کرو''

مولانا فتح محمد جالندھری (مرحوم) لکھتے ہیں:

''یہ حکم ادا ہوتا ہے نماز میں '' **السلام علیک ایھا النبی**'' اور '' **اللھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد**'' **الخ** اللہ تعالیٰ سے رحمت مانگی اپنے پیغمبر پر اور ان کے ساتھ ان کے گھرانے پر بڑی قبولیت رکھتی ہے۔ ان پر ان کے لائق رحمت اترتی ہے اور دس رحمتیں اترتی ہیں مانگنے والے پر، جتنا چاہے حاصل کرے''۔ (حاشیہ ترجمہ قرآن، ص۶۹۱)

www.foyuz.blogspot.com